ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور
مئی 2016ء

حالاتِ زندگی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سیرتِ طیبہ

سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

دعا اور آدابِ دعا کی فضیلت و اہمیت

شب برأت کے روحانی اجتماع سے
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خطاب

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام سہ روزہ تنظیمی ورکشاپ

سانحہ گلشن اقبال (لاہور) کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام تنظیمی ورکشاپ (سنٹرل پنجاب)

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام تنظیمی ورکشاپ (جنوبی پنجاب)

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 23 شمارہ: 5 رجب / شعبان ۱۴۳۷ھ / مئی 2016ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
نوراللہ صدیقی
فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصراللہ
راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

فہرس

اداریہ۔۔ مزدوروں کا عالمی دن		5
دعا اور آدابِ دعا کے موضوع پر	علامہ محمد حسین آزاد	7
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب		
شبِ برأت۔ رحمتوں اور برکتوں والی رات	محمد احمد طاہر	16
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حالاتِ زندگی	نواز رومانی	22
سیرتِ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراءؓ	فاطمہ حسین	30
دل کی پاکیزگی۔ اصل طہارت ہے	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	37
جہیز کی شرعی حیثیت	رابعہ نسرین	43
الفیوضات المحمدیہ		49
گلدستہ	نازیہ عبدالستار	50
تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		52

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بینک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

قَالَ یٰـقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ. اُبَلِّغُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنۡصَحُ لَکُمۡ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ. اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَکُمۡ ذِکۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡکُمۡ لِیُنۡذِرَکُمۡ وَلِتَتَّقُوۡا وَلَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ.

(الاعراف، ۷: ۶۱-۶۳)

''انہوں نے کہا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں لیکن (یہ حقیقت ہے کہ) میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول (مبعوث ہوا) ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد (کی زبان) پر نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں (عذابِ الٰہی سے) ڈرائے اور تم پرہیزگار بن جاؤ اور یہ اس لیے ہے کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ عَوۡفٍ رضی الله عنه عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّهُ ذَكَرَ شَهۡرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهُ عَلَى الشُّهُوۡرِ، وَقَالَ: مَنۡ قَامَ رَمَضَانَ إِيۡمَانًا وَاحۡتِسَابًا خَرَجَ مِنۡ ذُنُوۡبِهِ كَيَوۡمِ وَلَدَتۡهُ أُمُّهُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

وفي رواية له: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيۡكُمۡ، وَسَنَنۡتُ لَكُمۡ قِيَامَهُ، فَمَنۡ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيۡمَانًا وَاحۡتِسَابًا خَرَجَ مِنۡ ذُنُوۡبِهِ كَيَوۡمِ وَلَدَتۡهُ أُمُّهُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابۡنُ مَاجَه.

''حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا تو سب مہینوں پر اسے فضیلت دی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔''

''اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس کے قیام (نمازِ تراویح) کو سنت قرار دیا ہے لہٰذا جو شخص ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت کے ساتھ ماہ رمضان کے دنوں میں روزے رکھتا اور راتوں میں قیام کرتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔''

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۲۳۴، ۲۳۵)

حمد باری تعالیٰ

یقین ترے کرم پر ہے اس قدر مولا
ہے حرف حرف مرا حرف معتبر مولا
یہ بزم کن کی بہاریں، یہ زندگی، یہ وجود
دلیل تیری عطا کی ہے سر بہ سر مولا
رحیم و قادر و رحمان و خالق و رزاق
تری صفات کا اک عکس مختصر مولا
خیالِ رحمت پیہم گنہ گاروں پر
غموں کی دھوپ میں ہے، سایہ شجر مولا
جبینِ شوق کے سجدوں کو بے قراری دے
بہ فیضِ بندگی سیدالبشرؐ مولا
کرن کرن سے جھلکتا ہے آفتاب کا عکس
ہر ایک شیشہ میں تصویر شیشہ گر مولا
بس اب تو چشم تمنا کو معتبر کردے
رگِ گلو سے بھی نزدیک ہے اگر مولا
تو میرے عشق کی سچائی کی گواہی دے
تلاش کرتی ہے تجھ کو مری نظر مولا
نقاب سے رخ نہ الٹ دے جنونِ شوق مرا
کہ زوق دیدہ وری ہے عروج پر مولا
شعور نعتِ محمدؐ کی بھیک دے دے مجھے
میرے کریم و مہربان و چارہ گر مولا
ثنائے خواجہ کونین اور کہاں ستار
چلا ہے تیرے سہارے یہ بے ہنر مولا

(ستاروارثی)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا شے ہے مدینے کی حسین خاک سے بڑھ کر
رفعت میں یقیناً ہے یہ افلاک سے بڑھ کر

ہرگز نہیں رکھتا ہے شرف ہجرِ نبیؐ میں!
یاقوت و گہر دیدۂ نمناک سے بڑھ کر

مومن کے لئے کوئی بھی اعزاز نہیں ہے
خاکِ درِ سرکارؐ کی پوشاک سے بڑھ کر

لاریب کہ ہے بعدِ خدا، شانِ محمدؐ
انسان کے ہر فہم سے ادراک سے بڑھ کر

دو رائیں نہیں اس میں، کہ ہے عشقِ پیمبرؐ
دنیا کی ہر اک قیمتی املاک سے بڑھ کر

رتبے میں کہاں انجم افلاک، فروزاں!
طیبہ کی گلی کے خس و خاشاک سے بڑھ کر

ڈھونڈو تو ذرا انفس و آفاق میں تائبؔ
ہے کون بھلا سیدِ لولاکؐ سے بڑھ کر

(عبدالغنی تائبؔ)

مزدوروں کا عالمی دن

پاکستان سمیت دنیا بھر میں ہر سال یکم مئی کو محنت کشوں سے اظہار یکجہتی کے لئے مزدوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ یکم مئی 1886ء کو امریکا کے شہر شکاگو کے مزدور، سرمایہ داروں اور صنعتکاروں کی جانب سے کیئے جانے والے استحصال کے خلاف سڑکوں پر نکلے تو پولیس نے اپنے حقوق کی آواز بلند کرنے والے پرامن جلوس پر فائرنگ کر کے سینکڑوں مزدوروں کو ہلاک اور زخمی کردیا جبکہ درجنوں کو حق کی آواز بلند کرنے کی پاداش میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا لیکن یہ تحریک ختم ہونے کے بجائے دنیا بھر میں پھیلتی چلی گئی جو آج بھی جاری ہے۔

شکاگو کے مزدوروں کی یاد میں ہر سال یکم مئی کو یہ دن اس عہد کے ساتھ منایا جاتا ہے کہ مزدوروں کے معاشی حالات تبدیل کرنے کیلئے کوششیں تیز کی جائیں اور ان کا استحصال بند کیا جائے۔

پاکستان میں قومی سطح پر یوم مئی منانے کا آغاز 1973ء میں پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ہوا۔ اس دن کی مناسبت سے ملک بھر کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں تقریبات، سیمینار، کانفرنسز اور ریلیوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں شکاگو کے محنت کشوں کے ساتھ اظہار یکجہتی سمیت مزدوروں اور محنت کشوں کے مسائل کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے حل کے لئے اقدامات کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

گزشتہ کئی برسوں سے دنیا بھر میں یکم مئی کا دن مزدوروں کے عالمی دن کے طور پر منایا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود محنت کشوں کے مسائل کے حل کیلئے اس قدر سنجیدہ اقدامات نہیں کئے گئے جتنے کئے جانے چاہیئیں۔

مزدور کو حقوق صرف اسلام کے عادلانہ نظام کے عملی نفاذ سے ہی مل سکتے ہیں۔ اسلام کے معاشی نظام میں غربت کا خاتمہ اور محنت کشوں و مزدوروں کے دکھ درد کو بانٹنا بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام کا نظام عدل ہر ظالم و جابر کیخلاف تلوار بے نیام اور ہر مظلوم و مزدور اور محنت کشوں کی آواز ہے۔ موجودہ دور میں عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے حکمرانوں نے عوام کے حقوق ادا کرنے کی بجائے اپنی ذاتی مفادات کے حصول کو اپنا مقصد حیات بنا لیا ہے۔ اسلام کا نظام عدل ہی مزدوروں اور محنت کشوں کے حقوق کا ضامن ہے۔ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کا معاوضہ ادا کرنا یہ اسلام کا ہی سنہری اصول ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام سوشلزم، کمیونیزم،

کیپٹیلزم اور اشتراکی نظام نے ہمیشہ محنت کشوں اور مزدوروں کا استحصال کیا ہے۔آج تک دنیا کے سارے نظام اور تجربے ناکام ثابت ہو چکے ہیں۔یہی وجہ ہے غیر مسلم بھی آج اپنی یونیورسٹیوں میں اسلام کے معاشی نظام پر تحقیقات اور ریسرچ کر رہے ہیں مگر پاکستان جیسے اسلامی ملک میں اسلامی نظام کے عدم نفاذ سے معاشرے میں محنت کشوں اور مزدوروں سمیت ستر فیصد عوام کا استحصال ہو رہا ہے۔ اسلام کے عادلانہ نظام کے عملی نفاذ سے تمام مسائل خود بخود حل ہونگے۔ موجودہ ظالمانہ نظام سے غربت کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔جس سے امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ حکمرانوں کے لئے شکاگو نہیں بلکہ خطبہ حجۃ الوداع کامیابی کا چارٹ ہے۔اسلامی نظام کا عملی نفاذ ہی وقت کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان عوامی تحریک مظلوم پسے ہوئے طبقے کے حقوق کیلئے جدوجہد کر رہی ہے۔مسائل کے گرداب میں پھنسی قوم کو صرف عوامی تحریک ہی نکال سکتی ہے۔موجودہ لوٹ مار ،کرپشن، بد امنی اور دیگر عوامی مسائل کے حل کیلئے PAT ہی امیدوں کی کرن ہے۔عوام تمام تر دیرینہ مسائل کے حل کیلئے اب عوامی تحریک کے امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب کرائیں۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جو عوامی تحریک کے منشور کا دس نکاتی انقلابی ایجنڈا جاری کیا تھا ان میں اکثر کا تعلق محنت کش اور مزدور طبقہ کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوامی تحریک موجودہ ظالمانہ استحصالی اور مخصوص اشرافیہ کے مفادات کے محافظ نظام کے خاتمے اور بے سہارا مظلوم اور غریب عوام کو ان کے آئینی حقوق اور اقتدار میں حصہ دار بنانے کے لئے ہر محاذ پر جنگ جاری رکھے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا انقلاب عوام کو کیا دے گا؟ منشور کے مطابق ہر بے گھر کو گھر ملے گا۔ ہر بے روزگار کو روزگار دیا جائے گا۔ بنیادی اشیائے خوردونوش آدھی قیمت پر دی جائیں گی۔ تمام یوٹیلٹی بلز آدھے ہوں گے۔غریبوں کا علاج مکمل طور پر فری ہوگا۔ یکساں نصاب اور میٹرک تک مفت تعلیم دی جائے گی۔غریب کسانوں میں زرعی زمین کاشت کے لئے فری تقسیم ہوگی۔ فرقہ واریت اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا۔ ملازمین کی تنخواہوں میں برابری ہوگی اور خواتین کے لئے گھریلو صنعتی یونٹس کا قیام ہوگا۔ اس منشور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عوام کو پاکستان عوامی تحریک اور اس کے قائد ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا ساتھ دینا ہوگا۔

کون بدلے گا نظام طاہرالقادری اور عوام

دعا اور آدابِ دعا کی فضیلت و اہمیت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شبِ برأت کے اجتماع سے خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد حسین آزاد / معاونت: محمد خلیق عامر

مورخہ 24 جون 2013ء کو مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں شبِ برأت کے ایک بڑے روحانی اجتماع سے دعا اور آدابِ دعا کے موضوع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے خصوصی خطاب فرمایا تھا جس کا نمبر FT-18 ہے۔ جو ماہ شعبان المعظم کی مناسبت سے ایڈٹ کر کے بالاقساط شائع کیا جا رہا ہے۔
(منجانب ادارہ دختران اسلام)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَo (البقرة، ۲:۱۸۶) وَقَالَ اللهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِي مَقَامٍ آخَر: وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَo (المؤمن، ۴۰:۶۰)

معزز حاضرین و ناظرین اور جمیع خواتین و حضرت! اللہ جل مجدہ کا شکر ہے جس کی توفیق سے ہم اس مبارک رات کی مبارک مجلس میں حاضر ہیں، ایسی مجالس اور ایسے حلقات جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر ہو، عبادت ہو، اللہ کے حضور توبہ و استغفار ہو، اس کی تسبیح ہو، اس کے محبوب ﷺ پر صلاۃ و سلام ہو اور ایسے اعمال صالحہ ہوں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت پاتے ہیں۔

سو ایسی مجالس اور حلقات میں شریک ہونا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے ہوتا ہے، اگر توفیقِ الٰہی نہ ہو تو بندے کو ایسی مبارک مجلس اور حلقہ میں شریک ہونا نصیب نہیں ہوسکتا۔ سو مبارک ہیں وہ لوگ جو اللہ کے ذکر کے لیے مل بیٹھتے ہیں، مبارک اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کے حضور عبادت و استغفار کے لیے اور اللہ کی یاد کے لیے مل بیٹھتے ہیں۔ اور ان کا اجتماع اور ان کی مجالست یعنی مل کر اکٹھے بیٹھنا یہ سب کچھ خالصتاً اللہ کے لیے، اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کے ذکر اور عبادت کے لیے اور حضور ﷺ پہ درود و سلام اور آپ ﷺ کی خوشنودی کے لیے ہوتا ہے۔

آج کی اس رات اور مبارک مجلس کی مناسبت سے میں نے قرآن مجید کی دو مبارک آیتیں تلاوت کیں، پہلی سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۸۶ ہے، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے حبیب ﷺ! جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں، میرے بارے میں پوچھیں تو آپ انہیں بتا دیا کریں کہ میں بہت نزدیک ہوں، دور نہیں ہوں۔ اور میں ہر پکارنے والی کی پکار کا جواب دیتا ہوں، جب بھی وہ مجھے پکارے۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ سچے دل سے صدق و اخلاص کے ساتھ میری فرمانبرداری اختیار کریں، میری سچی بندگی اور اطاعت گزاری کو اپنائیں۔ اور مجھ پر پختہ ایمان رکھیں، کامل ایمان اور کامل یقین رکھیں۔ تاکہ وہ لوگ اپنی راہ مراد کو پاسکیں۔

اور دوسری آیت کریمہ جو میں نے تلاوت کی وہ سورۃ غافر کی آیت نمبر ۶۰ ہے۔ ارشاد فرمایا: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو۔ فرمایا: کہ یہ میرا حکم ہے کہ تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو۔ میں ضرور تمہاری دعاؤں کو قبول فرماؤں گا۔ سو جو لوگ میری بندگی سے سرکشی کرتے ہیں، تکبر کا طریقہ اختیار کرتے ہیں، مجھ سے بے نیاز ہوتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہو جائیں گے، ان کا داخلہ جہنم میں ہو گا۔

اب پہلی اور دوسری آیت کریمہ دونوں کا مضمون دعا ہے اور میں نے آج کے گفتگو کے لیے موضوع بھی دعا کا منتخب کیا۔ اور خاص طور پر دعا کے بہت سے گوشے ہیں، اس مضمون کے بہت سے پہلو ہیں مگر آج کی مبارک نشست میں ہم آدابِ دعا پر بات کریں گے۔ دعا کی اہمیت کیا ہے اور اس کی قبولیت کے لیے آداب کیا ہیں۔ اس پر ہمارا فوکس ہو گا۔

پہلی آیت کریمہ پر اگر غور کریں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں چار چیزیں بطور خاص بیان کی ہیں اور یہ چاروں چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہمارے شعور میں اچھی طرح جاگزیں ہونا چاہیے۔ ہم شعوری طور پہ انہیں سمجھ لیں اور دل و دماغ میں انہیں بیٹھا لیں اور ہمہ وقت ہمارا شعور ان چیزوں سے آگاہ رہے اور پوری بیداری کے ساتھ ہمارا شعور ان چیزوں سے متعلق رہے، جڑا رہے، کسی وقت بھی ہمارے شعور سے یہ چیزیں جدا اور خارج نہ ہوں۔

پہلے یہ ارشاد فرمایا: اے میرے حبیب ﷺ جب بھی لوگ آپ سے میری نسبت سوال کریں، پوچھیں تو آپ انہیں بتا دیا کریں، کہ میں بہت ہی قریب ہوں، گویا بندے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبولیت دعا کی پہلی شرط یہ رکھی اور پہلا ادب یہ سکھایا کہ بندہ اس یقین کو پختہ کر لے کہ اللہ ہم سے دور نہیں اور ہم اللہ سے دور نہیں ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے اتنے قریب ہے کہ اسے ہماری ہر حاجت وضرورت کا علم ہے، ہمارے نفع ونقصان کو ہم سے بھی بہتر جانتا ہے اور ہماری ہر مشکل کو آسان کرنے پر قادر بھی ہے۔ وہ ہر لحاظ سے ہمارے قریب ہے، اس چیز کا یقین بندے کے دل و دماغ میں راسخ ہونا ضروری ہے۔ یہ دعا کا پہلا ادب ہے جو قرآن ہمیں سکھا رہا ہے۔

فأني قريب، یعنی کبھی اللہ کو، اپنے مولا کو خود سے دور نہ سمجھو۔ اب کہنے کو کوئی شخص یہ نہیں مانے گا میں

اللہ کو خود سے دور سمجھتا ہوں۔ زبان سے کہنے کی جب بات آئے گی وہ کہے گا ہاں میں جانتا ہوں کہ اللہ قریب ہے، مگر زبان کے کہنے سے بات نہیں بنتی، بات یہ ہے کہ اس کا شعور، اس کا دماغ، اس کی فکر، اس کی سوچ، اس کا ادراک ہر چیز اس بات کا کامل یقین کرے کہ اللہ میرے قریب ہے۔ گویا وہ اپنے شعور کی آنکھ سے اللہ کی قربت کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اس کا دل اور دماغ اللہ کی قربت کے آثار کو دیکھ رہا ہے، اس کے قلب و روح کی کیفیات ایسی ہوں کہ ان میں احساس ہو کہ بندہ اللہ کے قریب ہے اور اللہ بندے کے قریب ہے۔ یعنی یہ علم حقیقی احساس بن جائے، پورا ادراک بن جائے، بندے کے اندر احساس ہو اس چیز کا کہ اللہ قریب ہے میں اس سے دور نہیں ہوں۔ جب یہ احساس قائم ہو جاتا ہے کہ اللہ میرے قریب ہے۔ تو اس کی دلیل اور شہادت یہ ہے کہ وہ بندہ پھر اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک بچہ ہے اس کو پتہ ہو کہ میرے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک اسے دیکھ رہا ہے تو وہ شرارت نہیں کرے گا۔ بہن بھائی آپس میں لڑ رہے ہوں، نوک جھوک کر رہے ہوں اور انہیں پتہ ہو کہ ہمارے ماں باپ دونوں یا کوئی ایک ہمیں دیکھ رہا ہے تو وہ چھوڑ دیں گے نوک جھونک، لڑائی، جھگڑا، بالکل سیدھے مومن بن جائیں گے۔ اسی طرح سوسائٹی میں کسی شخص کو علم ہو کہ وہ حاکم جو سزا دینے پر قادر ہے وہ دیکھ رہا ہے تو آدمی قانون کو نہیں توڑے گا۔ بڑے ملکوں میں کیمرے لگے ہوتے ہیں سپیڈ کو چیک کرنے کے لیے، لوگوں کو جہاں پتہ ہو کہ اس جگہ پر کیمرہ ہے وہ ہماری سپیڈ کو ریکارڈ کر رہا ہے، دیکھ رہا ہے اور ٹکٹ آ جائے گی، جرمانہ لگ جائے گا، کوئی شخص تیز چلانے والا اس حصے میں گاڑی کو تیز رفتار نہیں رکھتا۔ وہ جو اس کی سپیڈ کی لمٹ فکسڈ ہوتی ہے اس کے اندر جاتا ہے۔ سڑکوں پر لوگ جو سارجنٹس ہوتے ہیں وہ گاڑیوں میں کیمرے لے کر بھی بعض ملکوں میں بیٹھے ہوتے ہیں، کبھی کیمرے لگے ہوتے ہیں، جب اس کو شعور اور علم ہوتا ہے کہ یہاں کیمرہ لگا ہوتا ہے، یہاں آفیسر بیٹھا ہوتا ہے، وہ کیمرے سے میری سپیڈ کو دیکھ رہا ہے، میری ٹکٹ آ جائے گی، میرے پوائنٹس کٹ سکتے ہیں، مجھے جرمانہ آ جائے گا، میرا ڈرائیونگ کا لائسنس منسوخ ہوسکتا ہے۔ یہ اس احساس کے نتائج اور اثرات ہیں تو انسان بالکل اپنی سپیڈ کو کنٹرول کر لیتا ہے۔ پھر وہ ریڈ لائٹ کو کراس نہیں کرتا۔ اس کو پتہ ہے کہ یہاں سارجنٹ کھڑا ہے یا قانون توڑنے کے نتیجے میں دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں، جاننے والے جان رہے ہیں کسی بھی طریق سے تو پھر گرین لائٹ کا انتظار کرتے ہیں اور ریڈ لائٹ کراس نہیں کرتے۔ کیوں؟ جہاں قانون سخت ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ قانون کی نگاہ مضبوط ہے، آپ بچ نہیں سکتے، اس کے قریب ہونے کا آپ کو ادراک ہے تو آپ قانون شکن نہیں رہتے۔

پاکستان میں کیوں ایسا نہیں ہوتا؟ پاکستان میں ہر شخص کو معلوم ہے کہ قانون دور ہے، حاکم دور ہے، عدالت کمزور ہے، کرپٹ ہے، قانون میں کرپشن کے راستے ہیں۔ یعنی میری گرفت نہیں ہوسکتی، پیسے دے دلا کے

میں ہر جگہ سے چھوٹ جاؤں گا۔ نچلی سطح سے لے کر اوپر تک عدالت خریدی جاتی ہے، جج خریدے جاتے ہیں، قانون خریدا جاتا ہے، قانون نافذ کرنے والے خریدے جاتے ہیں۔ تو جب آپ کو یہ علم ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ قانون، حاکم اور عدالت دور ہے یعنی آپ اس کے مواخذے سے بچ سکتے ہیں، تو آپ قانون شکنی کرتے ہیں۔ ہر وقت ملک میں قانون شکنی ہوتی رہتی ہے، اس کو پتہ ہے کہ قانون شکنی کی بنیاد پر اسے گرفت کوئی نہیں کرسکتا، یہ ہے دور اور نزدیک ہونے کا معنیٰ ، اب اس معنیٰ کو ذہن نشین کر کے بندہ اپنے اور اپنے مولا کے درمیان تعلق کو سمجھنے کی کوشش کرے، بندہ اس لیے نافرمانی و گناہ کرتا ہے، اللہ کی حدود کو توڑتا ہے، اللہ کو ناراض کرنے والے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے، اس لیے کہ اسے اس بات کا کامل شعور اور یقین نہیں اور اگر وہ ایمان اور یقین جو تھا اس کے علم میں وہ دبا ہوا ہے، اس کے شعور پر اس کا غلبہ نہیں، وہ ایک بیدار شعور کے ساتھ اس کے ذہن پر قائم نہیں۔ چونکہ اس کے دل و دماغ اور ذہن سے یہ شعور اتر گیا ہے، دب گیا ہے، غفلت کے پردوں میں ہے اس لیے وہ گناہ کرتا ہے۔ وہ غافل رہتا ہے۔ وہ اس کی عبادت میں بے پرواہی کرتا ہے۔ اس کی بندگی و اطاعت بجا نہیں لاتا۔ یہ ہماری روز مرہ کی زندگی ہے۔ آپس میں جھگڑے کرتا ہے، عورتیں جھگڑے کرتی ہیں، ایک دوسرے کی غیبت کرتی ہیں اور مرد بھی غیبت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کی چغلی کرتے ہیں، بغض اور حسد کرتے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ دل میں بغض ہے، حسد ہے، زبان پر غیبت و چغلی ہے مگر جب وہ غیبت کر رہا ہے اس وقت اس کا یہ شعور غیر حاضر ہے کہ اللہ سن رہا ہے۔ یہ یقین غائب ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ غفلت یا عدمِ التفات کے پردوں میں دبا ہوا ہے، اسے اس کا شعور نہیں ہے کہ میں جو زبان سے کیا کہہ رہا ہوں مولا سن رہا ہے، میں کیا عمل کر رہا ہوں مولا دیکھ رہا ہے۔ یہ شعور اس کا زندہ نہیں، بیدار نہیں۔ میرے دل میں حسد، بغض و عناد اور کیا کیا پلیدی ہے اس کا شعور بیدار نہیں ہے کہ میرا مولا میرے دل کے احوال و کیفیات سے واقف ہے۔

جب یہ شعور مکمل طور پر بیدار نہیں رہتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ درحقیقت بالواسطہ خود کو اللہ سے دور سمجھ رہا ہوتا ہے اور اللہ کو اپنے آپ سے دور سمجھ رہا ہوتا ہے۔ یہ ہے اس آیت کریمہ کا معنیٰ ۔ کہ میرے حبیب ﷺ! جب آپ سے بندے پوچھیں میں کہاں ہوتا ہوں؟ میری نسبت سوال کریں کہ میں ان سے کتنا دور ہوں، ان کے کتنا قریب ہوں، میں کہاں ہوں میرا بندہ کہاں ہے؟ کتنا فاصلہ ہے؟ میری نسبت جب سوال کریں تو ارشاد فرمایا: انہیں بتا دیں میرے محبوب کہ میں تمہارے اتنا قریب ہوں کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے، تمہاری سوچوں سے بھی قریب ہوں، تمہارے تصور سے بھی قریب ہوں۔ تمہارے خیال اور تخیل سے بھی قریب ہوں۔ تمہاری زبان کے کلمات سے بھی قریب ہوں جو تم بول رہے ہو۔

بلکہ تمہارے اس فعل سے بھی قریب ہوں جو تمہارے جسم اور تمہارے ہاتھ اور قدموں سے صادر ہو رہا

ہے اورتمہاری ان قلب کی کیفیات سے بھی قریب ہوں جو حسد، بغض وعناد اور دل کے گناہوں کی شکل میں جن کا تم ارتکاب کر رہے ہو۔ میں تمہاری ہر شے حتی کہ رگِ جاں سے بھی قریب ہوں۔ **نحنُ أقربُ أليه من حبل الوريد.** (ق،۱۶:۵۰) ہم تمہاری رگِ جاں سے بھی قریب ہیں۔ **تو إنی قریب** یہ فقط ایک عقیدے، ایک قول، ایک لفظ کی بات نہیں ہے اسے ایک زندہ شعور بنانے کی ضرورت ہے۔ دل میں، دماغ میں، قلب میں، روح میں، سوچ میں، فکر میں اور ہمہ وقت جس طرح ہمارے رگ و ریشے میں خون سرایت کرتا ہے اِنّی قریب، اسی طرح مولا ہمارے قریب ہے یہ تصور ہر وقت، صبح و شام، لمحہ بہ لمحہ خون کی طرح ہمارے اندر سرایت کر جائے، اتنا یقین ہو جائے کہ کبھی بھی اس میں غفلت نہ ہو اور اس سے بے خیالی پیدا نہ ہو، یہ معنیٰ ہے اس کا کہ میرے بندے جب میری نسبت تم سے پوچھیں تو محبوب ان کو بتا دیا کریں کہ میں قریب ہوں۔

اب دوسری بات سمجھائی **أجیب دعو ۃ الدّاع إذا دعان** ، یہ نقطہ ذہن نشین کرلو کہ جب بھی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ ایسا نہیں ہے کہ میں کسی پکارنے والے کی پکار کا جواب نہ دوں۔ نہیں، جب پکارتا ہے میں جواب دیتا ہوں۔ اب آج اس مجلس میں اس تصور کو بھی پختہ کر کے جایئے کہ آپ اللہ کو پکارنے والے بنیں، اللہ سے مانگنے والے بنیں، اللہ سے طلب کرنے والے بنیں، اللہ سے مکالمہ کرنے والے بنیں، اللہ سے ہمکلام ہوں، اللہ کی طرف ملتفت ہوں، متوجہ ہوں، اسے پکاریں، جانتے ہوئے کہ وہ قریب ہے۔ اب ساری شرطوں کو ساتھ ملاتے آئیں گے، چاروں شرائط جب ملیں گی تو ایک کامل تصور بن جائے گا۔ اسے قریب جانتے ہوئے اس کو پکاریں، اب اس لیے پکارنے سے پہلے اس نے اپنے قریب ہونے کے تصور کو ہمارے دل و دماغ میں بیٹھایا، جمایا، تب کہا کہ میں ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب بھی وہ پکارتا ہے۔ اب یہ الگ الگ ٹکڑے نہیں ہیں، ہم نے الگ الگ بنا دیا۔ یہ چار ٹکڑے جوڑ کر ایک عقیدہ، ایک یقین، ایک ایمان بنتا ہے، وہ دعا بنتی ہے اور اس کی قبولیت ہوتی ہے۔ جانتے ہوئے، یقین رکھتے ہوئے کہ مولا قریب ہے اور جو میں مانگ رہا ہوں وہ مجھ سے زیادہ جانتا ہے کہ یہ میری ضرورت ہے یا نہیں۔ اور میرے لیے بہتر ہے یا نہیں، مجھے کب چاہیے کب نہیں چاہئے، ممکن ہے میری اپنی ضرورت کے بارے میں میری Assesment غلط ہو، چونکہ وہ قریب ہے، میری جان سے بھی زیادہ۔ سو اس کا جاننا میری Assesment سے زیادہ صحیح ہے۔ اس کا علم میرے علم سے زیادہ درست اور بہتر ہے۔

دیکھیں ایک بندے کا اپنا علم ہے۔ آپ ایک دعا کر رہے ہیں، اللہ سے مانگ رہے ہیں، تو آپ کچھ تو جانتے ہیں کہ جو مانگ رہا ہوں یہ میرے لیے بہتر ہے، سو یہ شے میرے لیے بہتر ہے، اس شے کی مجھے اس وقت ضرورت ہے تو یہ آپ کا ایک knowledge ہے اور یہ knowledge base کرتا ہے آپ کی

Personal Assesement پر، آپ کی کیفیات پر۔ تو یہ جو آپ کا علم ہے کہ مجھے اس کی ضرورت ہے، یہ چیز میرے لیے فائدہ مند ہے، اتنی جلد چاہیے یہ سب کچھ جو آپ جانتے ہیں، تو وہ رب جو پہلے آپ کو بتا رہا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی اور جان سے بھی زیادہ قریب ہوں، وہ یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ جب مجھ سے مانگو اور پکارو تو یہ جان کر پکارو کہ جو علم ہمیں ہے اپنی ضرورت کا اور اس کے فائدہ مند ہونے کا ہے اللہ کو تم سے بہتر علم ہے تمہاری حاجت کا، وہ تم سے بہتر جانتا ہے۔ یہ دوسری چیز ہے۔ جب آپ یہ تصور قائم کر لیتے ہیں کہ ہمارے احوال کا وہ ہم سے بہتر واقف ہے، ہماری ضروریات کا وہ ہم سے زیادہ بہتر واقف ہے، ہماری حاجات کا وہ ہم سے زیادہ بہتر واقف ہے، ہماری رغبات کا وہ ہم سے زیادہ واقف ہے، ہماری طلبات کا وہ ہم سے زیادہ واقف ہے، ہماری دعوات کا وہ ہم سے زیادہ واقف ہے، ہماری پکار کا وہ ہم سے بہتر واقف ہے، ہمارے نفع و نقصان کا وہ ہم سے بہتر جاننے والا ہے۔ جب آپ یہ تصور قائم کر لیتے ہیں اور یہ بھی زندہ و تابندہ، جاری ساری اور بیدار شعور بن جاتا ہے تو یہاں سے توکل جنم لیتا ہے۔

وہ پہلے یقین کی ایک برانچ تھی، فرع تھی کہ وہ ہمارے قریب ہے تا کہ یقین ہو جائے۔ اب وہ توکل اس کے ساتھ جڑ گیا کہ جب وہ ہمارے حال کو اور ہماری ضرورتوں کو ہم سے بھی بہتر جانتا ہے تو بندہ اس پر چھوڑ دیتا ہے، توکل کرتا ہے۔ مانگتا ہے اور اس کا نتیجہ مولا پر چھوڑ دیتا ہے کیونکہ وہ ہمارے حالات کا ہم سے بہتر جاننے والا ہے۔ ہمارے حالات سے آگاہ بھی ہے اور ہمارے امور کا کارساز بھی ہے اور ہم سے بہتر کارساز ہے۔ تو پھر وہ مانگتا بھی ہے اور توکل بھی کرتا ہے، اس پہ چھوڑ دیتا ہے۔ تو جب بندہ اس پہ چھوڑتا ہے، توکل کرتا ہے تو اس میں سے عجلت ختم ہو جاتی ہے، وہ تیزی ختم ہو جاتی ہے۔ خواتین کہتی ہیں ہائے اتنے دن ہو گئے دعائیں کر کر کے تھک گئی ہیں مگر دعا پوری ہی نہیں ہوئی، اللہ ہماری سنتا ہی نہیں ہے۔ مرد بھی یہی کہتے ہیں آج اللہ ہماری سنتا ہی نہیں، پتہ نہیں کس کی سنتا ہے، کب سنے گا۔ یہ سارے خیالات ان کے اندر دبا ہوا ایک شکوہ ہے، شکایت ہے اور جب یہ یقین قائم ہو جاتا ہے کہ وہ میرے حال کو مجھ سے بہتر جانتا ہے اور پھر میرے حالات کو مجھ سے بہتر کرنے والا ہے اور میری پرورش کرنے والا ہے اور اس نے میری پرورش کرنا اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ وہ ہے بھی قریب اور ہے بھی قادر اور ہے بھی آگاہ و علیم اور خبیر اور پھر وہ توکل کرتا ہے تو اس کے اندر سے بے صبری ختم ہو جاتی ہے، عجلت ختم ہو جاتی ہے کہ اب تک ایسا کیوں نہیں ہوا، ویسا کیوں نہیں ہوا، یہ عجلت اور بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ عجلت اور بے چینی جو بندے کو Anxiety کی طرف لے جاتی ہے اور Anxiety بڑھتے بڑھتے بندے کے اندر depression پیدا کرتی ہے۔ depression سے بندے میں

negativity آ جاتی ہے، اس کی سوچیں منفی ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ ان ساری چیزوں اور ان تمام امور کا علاج دو نقطوں کے اندر ہے جو میں نے بیان کئے ہیں۔

تیسری چیز اسی آیت کریمہ میں اللہ پاک نے جو فرمائی وہ ہے: فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي، اے لوگو! جب یہ دو یقین اپنے اندر پیدا کر لو گے، ایک میں بہت قریب ہوں اور ایک میں تمہاری ہر پکار کو سنتا ہوں اور جانتا بھی ہوں جب یہ دو یقین پیدا کر لو گے اور چاہو گے کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں تو اب اللہ پاک نے اس کا طریقہ سکھایا ہے کہ پھر میری فرمانبرداری اختیار کرو۔ صدق دل سے اور صالح عمل کے ساتھ میرے بندے بن جاؤ، میرے حکم کی تابعداری کرو، میرے احکامات کی اطاعت بجا لاؤ، میرے ساتھ بندوں جیسا تعلق رکھو، میرے فرمانبردار بندے بن جاؤ، نافرمانی چھوڑ دو، مجھ سے بے وفائی چھوڑ دو، حکم عدولی چھوڑ دو۔

معلوم ہوا کہ دعا کی قبولیت کے لیے اللہ کی فرمانبرداری، ایک ہمہ وقتی عمل ہے۔ اب اس فرمانبرداری اور دعا میں تعلق یہ ہے کہ دعا تو آپ اس وقت کریں گے جب آپ کی طلب ہو گی، آپ کی ضرورت ہو گی، آپ کو حاجت ہو گی۔ آپ پکاریں گے، آپ مانگیں گے اور دعا کریں گے۔ گناہوں کا بوجھ کندھوں پر محسوس ہو گا، اس کا احساس ہو گا تو آپ توبہ کریں گے اور گناہوں پہ معافی مانگیں گے۔ تنگی ہو گی تو رزق میں فراخی مانگیں گے، بیماری ہو گی تو شفا مانگیں گے، پریشانی ہو گی تو ازالہ مانگیں گے، مشکلات ہوں گی تو آسانیاں مانگیں گے۔ کوئی مقدمہ آ جائے گا تو اس میں فتح یابی مانگیں گے۔ الغرض جب بھی کسی قسم کی کوئی ضرورت و حاجت آپ کو پیش ہو گی تو اس وقت آپ اللہ کے حضور دعا مانگیں گے، تو دعا کے لیے situations ہوتی ہیں، دعا کے لیے اوقات ہوتے ہیں، Times ہوتے ہیں، moments ہوتے ہیں، خاص ساعات اور اوقات میں اور حاجات و ضروریات میں آپ مانگیں گے، یہ تو ہو گئی دعا۔ اب اس دعا کے قبول ہونے کی شرط اللہ رب العزت نے کیا لگائی، فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي، میری فرمانبرداری اختیار کرو۔

یعنی اگر چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ اب فرمانبرداری کے لیے ساعات نہیں ہیں، لمحات نہیں ہیں، اوقات نہیں ہیں، یہ دائمی پوری زندگی کا ہر ہر لمحہ اس پر فرمانبرداری غالب ہے۔ تو پھر ہمہ وقت، رات ہو دن ہو، صبح ہو شام ہو، خوشی ہو غمی ہو، دکھ ہو سکھ ہو، فراخی ہو تنگی ہو، سفر ہو حضر ہو، دشمنی ہو دوستی ہو، بیماری ہو صحتمندی ہو۔ کوئی وقت، کوئی لمحہ، کوئی کیفیت، کوئی ساعت ہو ہر وقت اللہ کی فرمانبرداری رکھنا۔ نماز کا وقت آئے تو کبھی نماز نہ چھوٹے، روزے کا وقت آئے تو روزہ نہ چھوٹے، حج فرض ہو تو حج نہ چھوٹے۔ ہم حج چھوڑتے ہیں عمرے کرتے ہیں، یہ ہماری الٹی سوچ ہے۔ ہمارے پاس وسائل ہوں حج کرنے

کے تو ہم فرض حج نہیں کرتے، ہم عمرے کرتے ہیں جو نفل ہے، بے شمار گھرانے میں نے دیکھے ہیں جو کئی بار عمرے پر جاتے ہیں تو ان سے پوچھو تو زندگی میں حج انہوں نے ایک بار بھی نہیں کیا ہوتا۔ اس عمرے کا کیا فائدہ جس میں حج جو اصل فرض تھا وہ آپ نے ادا نہیں کیا، نفل حج فرض کے بعد ہوتا ہے، یہ ایسے ہے جیسے کوئی نماز فرض چھوڑ دے اور نفلوں کی بھرمار کردے۔ فرائض چھوڑ دے نوافل پڑھے، ایسے نوافل رد کردیئے جائیں گے۔ ہم نے دین کے اصل concept کو نہیں سیکھا۔ لہٰذا فرمانبرداری اختیار کرو فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي، اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بھی میرا حکم تمہیں جس کام کے لیے ملتا ہے، آتا ہے اس کو بجا لاؤ، اس میں تاخیر نہ کرو۔

ہمہ وقت مستعد رہو، ہمہ وقت منتظر رہو میرے حکم کو بجا لانے پر۔ اور سراپا میری بندگی میں رہو، میری اطاعت گزاری میں رہو، میری عبادت گزاری میں رہو، سراپا میری وفاداری میں رہو۔ یہ پہلی شرط بیان کی، ترتیب میں تیسرا ادب ہو گیا اور قبولیت کے لیے اگلی بات ہوگئی کہ عملی جو شرائط ہیں، پہلی دو یقین کی کیفیات تھیں، ایک یقین کرنا کہ اللہ قریب ہے اور دوسرا یقین کرنا کہ وہ سنتا اور جواب دیتا ہے۔ پہلی دو شرائط وہ قلبی کیفیات سے متعلق تھیں، قلب کی حالت سے متعلق تھیں۔ اب تیسری شرط عمل سے متعلق ہے کہ تمہارا کوئی عمل زندگی میں اللہ کے حکم اور اس کی رضا کیخلاف نہ ہو۔ اب آپ خود دیکھ لیں، شکوے کرتے ہیں کہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں، آپ بیٹھ کے خود موازنہ کرلیں کیسے قبول ہوں؟

کیا ہماری زندگی صبح وشام اللہ کی رضا کے مطابق گزرتی ہے؟ اور اس کی عبادت گزاری میں گزرتی ہے؟ اللہ نے فرمایا لوگوں سے سخت طریقے سے پیش نہ آؤ، نرمی سے پیش آؤ، محبت سے پیش آؤ، دھوکہ بازی نہ کرو، خیانت نہ کرو، دجل وفریب نہ کرو، دھوکہ نہ کرو، بددیانتی نہ کرو، خیانت نہ کرو۔ اپنے وقت کو جس چیز کی تنخواہ لے رہے ہو اسی کے لیے استعمال کرو۔ ایمانداری سے کرو، یہ ساری شرائط عبادات کے علاوہ معاملات میں بھی اللہ کا حکم ہے۔

باہمی رویوں میں بھی اللہ کا حکم ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ڈیلنگ میں اللہ کا حکم ہے، شوہر ہے تو بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کے احکام ہیں۔ بیوی ہے تو شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں احکام ہیں، اگر والدین ہیں تو اولاد کے حقوق ادا کرنے میں اللہ کا حکم ہے، اگر اولاد ہے تو والدین کے ادب واحترام میں اللہ کا حکم ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کا حکم ہے، پڑوسیوں اور سوسائٹی میں امیر وغریب کے حقوق کی ادائیگی میں حکم ہے۔ شاگرد ہیں تو اساتذہ کے حقوق کی ادائیگی کا حکم ہے۔ اساتذہ ہیں تو شاگردوں کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ بہن بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی ہے، یعنی عبادات ہی پر صرف بات ختم نہیں ہوتی اللہ کے حکم کی معاملات پر بھی بات جاتی ہے، اخلاق پر بھی جاتی ہے اور سوسائٹی کے اندر معاملات پر بھی جاتی ہے۔ سو ہم

محاسبہ کریں گے کہ کیا زندگی کے تمام معاملات میں جہاں جہاں اللہ نے حکم دیا ہے کیا ہم اس کی فرمانبرداری کر رہے ہیں؟ اگر بندہ کاملاً اللہ کا فرمانبردار بن جائے تو دعا کی قبولیت کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ یہ بات اس آیت کریمہ میں سمجھائی۔ ہم نے فرمانبرداری کو الگ رکھ دیا ہے، الگ سبجیکٹ بنا دیا ہے اور اپنی ضرورتمندی کو اور اس میں دعا کی قبولیت کو الگ سبجیکٹ بنا دیا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں چونکہ ہم بیمار ہوئے ہیں سو دعا سے ہمیں شفا ملنی چاہیے۔ ہماری حاجت ہے، پریشانی ہے، دکھ ہے، ہماری اولاد نہیں ہو رہی، ہمارے ہاں مشکل ہے، ہماری مشکل حل ہونی چاہیے، ہم سمجھتے ہیں جیسے اللہ ہمارا پابند ہے معاذ اللہ۔ ہم اپنی حاجت، اپنی ضرورت، اپنی مشکل کے اندر دعا کا قبول ہونا اس کو الگ سبجیکٹ سمجھتے ہیں اور پوری زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گزر رہی ہے یا نافرمانی میں اسے الگ سبجیکٹ بنا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری زندگیوں میں یہ ربط اور جوڑ نہیں رہا اس لیے شکووں سے زندگی بھر گئی، پریشانیوں سے زندگی بھر گئی، اس آیت کریمہ نے ان سارے حصوں کو، ان سارے ڈیپارٹمنٹس کو جوڑ دیا ہے اور یونیفائی کر کے ایک وحدت بنا دیا۔ اللہ پاک نے فرمایا اگر دعا کی قبولیت چاہتے ہو تو میری فرمانبرداری اختیار کرو۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے آقا علیہ السلام نے فرمایا: کہ اگر کوئی شخص اللہ رب العزت کا اتنا فرمانبردار بن جائے، اتنا ذکر کرنے والا بن جائے، اتنا عبادت گزار بن جائے کہ وہ ہر وقت اللہ کے ذکر میں، اللہ کی یاد میں، اللہ کی عبادت میں اتنا مشغول رہے کہ اللہ کے ذکر، فرمانبرداری اور اطاعت میں اس کا جو مشغول رہنا ہے وہ اسے اللہ کے حضور اپنا سوال کرنے کی بھی فرصت نہ دے۔ اپنی پریشانی، حاجت اور ضرورت کے وقت دعا کرنے کی بھی فرصت نہ دے، مانگنے کی بھی فرصت نہ دے، اگر اللہ کے ذکر میں، اس کی اطاعت میں، اس کی فرمانبرداری میں ہر وقت اللہ کی بندگی اور غلامی میں بندہ اتنی تگ و دو کرتا رہے کہ اپنی حاجت بھول جائے، اپنا سوال بھول جائے، تو اللہ پاک نے فرمایا: میں ایسے بندے کو اس کے سوال کرنے سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔

میں اس کے اس حال سے خوش ہوتا ہوں کہ دیکھو کہ میرا بندہ کتنا میرا وفادار ہے، کتنا میرا تابعدار ہے اور میری عبادت میں اس کو کتنی لذت آ رہی ہے اور میرے ذکر میں کتنا کھو گیا ہے اور میری یاد میں کتنا فنا ہے کہ میری یاد، میری محبت اور اطاعت میں اسے اپنی حاجت ہی یاد نہیں رہی، اسے اپنا سوال کرنا یاد نہیں رہا، اسے اپنی ضرورت یاد نہیں رہی، اس لیے مجھ سے مانگنا بھی بھول گیا ہے میرے ذکر، عبادت اور فرمانبرداری کی لذت میں اور سرور میں ہے تو اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگتا تو جو اسے عطا کرتا اس سے کہیں زیادہ ایسے بندے کو بن مانگے دیتا رہتا ہوں، اس کی جھولیاں بھرتا رہتا ہوں۔ چونکہ اس نے بندگی اختیار کر لی، چونکہ اس نے تابعداری اور فرمانبرداری اختیار کر لی، تو دوستو! فرمانبرداری کے اندر قبولیت کا راز ہے کہ مالک اس بندے کا خود بخود کارساز ہو جاتا ہے۔ ☆☆☆☆☆

شب برأت

رحمتوں، برکتوں والی رات

محمد احمد طاہر

شعبان المعظم قمری سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ اس ماہ مقدس کے فضائل پیغمبر اسلام حضور نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑے دلنشیں انداز میں بیان فرمائے ہیں چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

الشعبان شهری. ''شعبان میرا مہینہ ہے''۔

مذکورہ حدیث مبارکہ سے ماہ شعبان کی فضیلت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے اس مہینے کو اپنا مہینہ قرار دیا ہے۔ جس مہینے کو حضور ﷺ اپنا مہینہ فرمادیں، اس کی عظمت اور شان کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔ (الجامع الصغیر، رقم الحدیث ۴۸۸۹)

حضرت ذوالنون مصریؒ نے ایک جگہ لکھا ہے: رجب بیج بونے کا مہینہ ہے، شعبان آبیاری جبکہ رمضان اس کا پھل کھانے کا مہینہ ہے۔

اس ماہ مقدس کی عظمتوں اور فضیلتوں میں یہ بھی ہے کہ اس میں ایک ایسی رات ہے جو نہایت رحمتوں، برکتوں اور فضیلتوں والی ہے۔ یہ رات شعبان المعظم کی پندرھویں شب ہے۔ اس رات کو نصف شعبان کی رات بھی کہا جاتا ہے۔

شب برات کے دیگر نام

حضرت امام غزالیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مکاشفة القلوب میں اس شب کے اور نام بھی درج فرمائے ہیں۔

۱۔ لیلۃ التکفیر (گناہوں کی معافی کی رات)	۲۔ شب حیات
۳۔ شب مغفرت	۴۔ شب آزادی

۵۔شب شفاعت (لیلۃ الشفاعۃ) ۶۔لیلۃ القسمہ والتقدیر (تقسیم اور تقدیر کی رات)

اسی طرح صاحب کشاف فرماتے ہیں: اس رات کے چار نام ہیں۔

۱۔لیلۃ المبارکہ (برکت والی رات) ۲۔لیلۃ البراۃ (نجات پانے کی رات)

۳۔لیلۃ الصک (پروانہ لکھے جانے والی رات) ۴۔لیلۃ الرحمہ (رحمت والی رات)

شب برات کی خصوصیات

بہت سے مفسرین نے سورۃ الدخان کی آیت نمبر۲ (انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ) کی تفسیر میں نصف شعبان کی رات کی درج ذیل خصوصیات بیان کی ہیں:

۱۔ اس رات میں ہر کام کا فیصلہ ہوتا ہے۔

۲۔ اس رات میں عبادت کرنے کی فضیلت ہے۔

۳۔ اس رات میں رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

۴۔ اس رات میں شفاعت کا اہتمام ہوتا ہے۔

۵۔ اس رات بندوں کے لئے بخشش کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔

(زمخشری، الکشاف،۴:۲۷۲۔۲۷۳)

شب برات کی وجہ تسمیہ

اس مبارک رات کو شب برأت کہا جاتا ہے جو کہ فارسی زبان کی ترکیب ہے۔ شب کا معنی رات اور برات کا معنی نجات حاصل کرنا، بری ہونا ہے۔ عربی میں اسے لیلۃ البرات کہا جاتا ہے۔ لیلۃ بمعنی رات جبکہ البرات کا معنی نجات اور چھٹکارا کے ہیں۔ علماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ رات گناہوں سے چھٹکارے اور نجات پانے کی رات ہے بایں وجہ اسے شب برات کہا جاتا ہے۔

شب برات قرآن کی روشنی میں

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سورۃ الدخان کی آیت نمبر۲ میں اس مبارک رات کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

انا انزلناہ فی لیلۃ مبرکۃ. (الدخان، ۴۴:۳)

''بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) ایک بابرکت رات میں اتارا ہے''۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں لیلۃ مبارکۃ (بابرکت رات) سے مراد کون سی رات ہے۔ اس بارے علماء کرام کے دو اقوال ہیں۔ صاحب ضیاء القرآن نے دو اقوال اسی آیت کے تحت نقل کئے ہیں:

۱۔ حضرت ابن عباسؓ، قتادہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے کیونکہ سورہ قدر میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔

۲۔ حضرت عکرمہ اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی۔

اسی طرح صاحب خزائن العرفان رقمطراز ہیں:

اس رات سے مراد شب قدر مراد ہے یا شب برات۔ اس شب میں قرآن پاک بتمام لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا۔ پھر وہاں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام تیئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے۔ اس شب کو شب مبارکہ اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا اور ہمیشہ اس میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

شب برات احادیث کی روشنی میں

۱۔ حضرت امام بیہقیؒ نے حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا کان لیلة النصف من شعبان فاذا مناد هل من مستغفر؟ فاغفر له، هل من سائل؟ فاعطیه، فلایسئل احد ا عطی الا زانية بفرجها اومشرک. (بیہقی، شعب الایمان، ۳:۳۸۳، رقم الحدیث: ۳۸۳۶)

''جب نصف شعبان کی شب آتی ہے تو ندا کرنے والا پکارتا ہے: کوئی ہے جو گناہوں سے مغفرت چاہے؟ میں اسے معاف کردوں۔ کوئی مانگنے والا ہے کہ اسے عطا فرماؤں؟ پس کوئی سائل ایسا نہیں مگر اسے ضرور دیا جاتا ہے، بجز زانیہ عورت یا مشرک کے''۔

۲۔ حضرت امام ابن ماجہؒ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها فان الله ینزل فیها لغروب الشمس الی سماء الدنیا، فیقول: الا من مستغفرلی؟ فاغفرله، الامسترزق؟ الا مبتلی فاعافیه، الاکذا الا کذا حتی یطلع الفجر. (ابن ماجه، السنن، رقم: ۱۳۸۸)

''جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج غروب ہوتے ہی آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور فرماتا ہے: کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون مجھ سے رزق طلب کرتا ہے کہ میں اسے رزق دوں؟ کون مبتلائے مصیبت

ہے کہ میں اسے عافیت دوں؟ اسی طرح صبح تک ارشاد ہوتا رہتا ہے‘‘۔

۳۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

نصف شعبان کی رات رحمت خداوندی آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔ پس ہر شخص کو بخش دیا جاتا ہے سوائے مشرک کے یا جس کے دل میں کینہ ہو۔ (شعب الایمان، رقم: ۳۸۲۷)

شب برات اور معمول مصطفیٰ ﷺ

حضرت ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: میں نے ایک رات سرور کائنات ﷺ کو نہ دیکھا تو بقیع پاک میں مجھے مل گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) تمہاری حق تلفی کریں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ تبارک وتعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی سماء الدنیا فیغفر لا کثر من عدد شعر غنم کلب. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۷۳۹)

’’بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات آسمان دنیا پر تجلی فرماتا ہے، پس بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو بخشش دیتا ہے‘‘۔

شب برات میں صحابہ کرامؓ کا معمول

حضرت سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: ماہ شعبان کا چاند نظر آتے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوجاتے، اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ کمزور و مسکین لوگ ماہ رمضان کے روزوں کے لئے تیاری کرسکیں، حکام قیدیوں کو طلب کرکے جس پر ’’حد‘‘ (سزا) قائم کرنا ہوتی، اس پر حد قائم کرتے۔ بقیہ کو آزاد کردیتے، تاجر اپنے قرضے ادا کردیتے، دوسروں سے اپنے قرضے وصول کرلیتے اور رمضان شریف کا چاند نظر آتے ہی غسل کرکے (بعض حضرات) اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ (غنیۃ الطالبین، جلد۱، ص۲۴۶)

حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کا معمول

حضرت امام طاؤس یمانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے پندرہ شعبان کی رات اور اس میں عمل کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا:

میں اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصہ میں اپنے نانا جان پر درود شریف پڑھتا

ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں کرتا ہوں کہ اس نے حکم دیا:

یا یھا الذین امنوا صلو علیه وسلموا تسلیما. (الاحزاب،۳۳:۵۶)

''اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب بھیجا کرو''۔

رات کے دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ اس نے حکم فرمایا:

وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون. (الانفال،۸:۳۳)

''(اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کررہے ہوں) اور رات کے تیسرے حصہ میں نماز پڑھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے:

واسجد واقترب. (العلق،۹۶:۱۹)

''اور (اے حبیب مکرم ﷺ!) آپ سربسجود رہئے اور (ہم سے مزید) قریب ہوتے جایئے''۔

میں نے عرض کیا: جو شخص یہ عمل کرے اس کے لئے کیا ثواب ہوگا؟ آپؓ نے فرمایا: میں نے حضرت علیؓ سے سنا انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے پندرہ شعبان کی رات کو زندہ کیا اس کو مقربین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ یعنی ان لوگوں میں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فاما ان کان من المقربین. (الواقعه، ۵۶:۸۸)

''پھر اگر وہ (وفات پانے والا) مقربین میں سے تھا''۔

(توبہ و استغفار، ڈاکٹر طاہرالقادری، ص:۳۶۲،۳۶۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا معمول

امیرالمومنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ ایک مرتبہ شعبان المعظم کی پندرھویں شب عبادت میں مصروف تھے۔ سر اٹھایا تو ایک سبز پرچہ ملا جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا اور اس پر لکھا تھا:

هذه براءة من النار من الملک العزیز لعبده عمر بن عبدالعزیز. (تفسیر روح البیان، ج۸،ص۴۰۲)

''یعنی خدائے مالک و غالب اللہ جل جلالہ کی طرف سے یہ جہنم کی آگ سے برات نامہ ہے جو اس کے بندے عمر بن عبدالعزیز کو عطا ہوا ہے''۔

مندرجہ بالا تمام روایات سے یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے نصف شعبان المعظم کی یہ عظیم مقدس شب ہمارے لئے اللہ سبحانہ کی طرف سے رحمتوں، برکتوں اور بخششوں کی نوید سعید لے کر آتی ہے۔ پس ہمیں

چاہئے کہ اس شب کی برکتوں کو سمیٹیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیان چند اوراد و وظائف بھی نقل کئے جارہے ہیں تا کہ ہم مزید اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے سزاوار ٹھہریں۔

؎ رحمت خدا بہانہ می جوید، بہا نمی جوید

''اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے، بہا (قیمت) نہیں مانگتی''۔

شب برات کے اورادو وظائف

۱۔ اس شب میں عبادت کی نیت سے غسل کرکے دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھیں اور مغرب کے وقت ہی سے مشغول ہوجائیں تا کہ نامہ اعمال کی ابتداء اچھے کاموں سے ہو۔

۲۔ غروب آفتاب سے پہلے چالیس بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ چالیس برس کے گناہ معاف کردیتا ہے۔

۳۔ اس شب میں قرآن شریف، درود شریف، صلوٰۃ التسبیح و دیگر نوافل ادا کریں۔

۴۔ 8 رکعت نفل نماز ادا کریں۔ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ قدر ایک بار اور سورہ اخلاص پچیس بار پڑھیں۔ (ماخوذ از فضیلت کی راتیں)

۵۔ جو شخص شب برات کو دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورہ اخلاص پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں مکان عطا فرمائے گا۔

۶۔ آٹھ رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھیں اور ان کا ثواب حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے حضور پیش کیا جائے تو حضرت سیدہ فرماتی ہیں میں ایسے شخص کو جنت کی ضمانت دیتی ہوں۔

۷۔ اس رات قبرستان جانا سنت ہے۔

۸۔ دس رکعتیں نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سو سو مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجتیں پوری فرمادے گا اور اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔ (روح البیان)

۹۔ سو رکعت نفل دو دو کرکے پڑھیں ہر رکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں اسے صلاۃ الخیر کہتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے تین صحابہؓ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ستر حاجتیں پوری فرماتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حالاتِ زندگی

نواز رومانی

ایک دن رسالت مآب ﷺ گھر میں آرام فرمارہے تھے کہ عالم خواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سبز ریشمی پارچہ پر سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تصویر لائے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! یہ خاتون اس دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہے''۔

بیوی کا چہرہ دیکھنے کے بعد آپ ﷺ نے خواب میں ہی ارشاد فرمایا:

''اگر یہ خواب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایسی زوجہ ضرور عطا فرمائے گا''۔

اور یہ خواب مسلسل تین رات آتا رہا اور یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے بہت بڑی منقبت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو ان کے آنے سے پہلے ہی ان کے جمال پُرانوار کا محبّ و مشتاق بنادیا۔

ایک روز رسول کریم ﷺ گھر میں تشریف فرما رہے تھے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی زوجہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ حاضر خدمت ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں: ''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ دوسرا نکاح کرلیں''۔

''کس سے؟'' آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا۔''بیوہ اور کنواری دونوں طرح کے رشتے ہیں جسے پسند فرمائیں''۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے عرض کیا۔''کون ہیں؟'' ''بیوہ تو حضرت سودہ بنت زمعہؓ ہیں اور کنواری آپ کے قریب ترین دوست اور عاشق زار حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی سیدہ عائشہؓ ہیں''۔

حضرت خولہ زوجہ عثمان بن مظعونؓ نے عرض کیا تو فرمایا: ''دونوں جگہ بات کرو''۔

حضور اکرم ﷺ سے اذن پانے کے بعد حضرت خولہ بنت حکیمؓ سیدھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے

در دولت پر پہنچیں اس وقت وہ گھر پر نہیں تھے، ان کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ زینب ام رومانؓ نے بڑی خندہ پیشانی سے انہیں بٹھایا تو حضرت خولہؓ نے کہا: ''بہن! میں عائشہ بیٹی (رضی اللہ عنہا) کے لئے رسول اللہ ﷺ کا پیام لے کر آئی ہوں''۔

''عائشہؓ کے باپ کو آلینے دو، ان سے بات کروں گی پھر بتاؤں گی، کل آنا''۔ حضرت زینب ام رومانؓ نے کہا تو سیدہ خولہ بنت حکیمؓ اٹھ کر سیدہ سودہؓ کے والد زمعہ کے پاس آتی ہیں، وہ انہیں دیکھ کر کہتے ہیں: ''آؤ خولہ (رضی اللہ عنہا) بیٹھو''۔ ''آپ کو آج کا دن مبارک ہو''۔ وہ بولیں۔

''تمہارے لئے بھی خیر و برکت ہو، کیسے آئی ہو؟'' زمعہ نے دریافت کیا۔ ''آپ کی بیٹی سودہؓ کے لئے پیام لائی ہوں''۔ ''کس کا؟'' ''سنیں گے تو خوش ہوجائیں گے''۔ سیدہ خولہ نے جواب دیا۔ ''بتاؤ تو سہی؟'' زمعہ نے اپنی پوری توجہ اس کی طرف مبذول کردی۔ ''اللہ کے محبوب ہادی برحق ﷺ کا''۔ ''لاریب ذاتی اور خاندانی لحاظ سے آپ سے بہتر اور کوئی نہیں ہے''۔

زمعہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''پھر کیا ارادہ ہے؟'' سیدہ خولہؓ نے دریافت کیا۔ ''ذاتی طور پر مجھے قطعاً اعتراض نہیں لیکن سودہؓ کی مرضی دریافت کرلو''۔

زمعہ نے مشورہ دیا تو وہ اٹھ کر ان کے پاس چلی گئیں۔ انہوں نے سیدہ خولہؓ کو دیکھا تو بڑی محبت سے بٹھایا۔ ''کیسے آئی ہیں؟'' انہوں نے دریافت کیا۔ ''رسول اللہ ﷺ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں، کیا مرضی ہے؟'' سنا تو اپنی سماعت پر یقین نہ آیا کہ اس عمر میں جبکہ عمر پچاس سال ہے۔

دوسرے دن حضرت خولہ بنت حکیمؓ دوبارہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر گئیں، وہ منتظر تھے جب وہ بیٹھ گئیں تو گویا ہوئے: ''خولہؓ! مجھے تمہارے توسط سے حضور اکرم ﷺ کا پیغام ملا ہے، میرا جو تعلق آپ ﷺ سے ہے اس کی روشنی میں کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ (رضی اللہ عنہا) تو رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہیں''۔

''میں حضور اکرم ﷺ سے اس ضمن میں بات کروں گی پھر اطلاع دوں گی''۔ حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے کہا اور اٹھنے لگیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: ''ایک اور بات ہے''۔ ''وہ کیا ہے؟'' ''میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے لئے جبیر بن مطعم سے وعدہ کرچکا ہوں، وعدہ خلافی ہوگی تاوقتیکہ اس طرف سے کوئی جواب نہ ملے''۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بتایا تو وہ اٹھ کر چلی گئیں اور سیدھی آنحضرت ﷺ کے کاشانہ اقدس پر پہنچیں اور عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! سودہ (رضی اللہ عنہا) نے آپ کو اختیار دے دیا ہے کہ جو چاہیں اس کے

حق میں فیصلہ صادر فرمائیں''۔

پھر عرض کیا: ''میں آپ کے دوست اور جاں نثار کے ہاں بھی گئی تھی''۔ ''کیا کہتا ہے؟'' ''حضور ﷺ! وہ کہتے ہیں کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) تعلق کے لحاظ سے آپ کی بھتیجی لگتی ہے، کیا یہ رشتہ جائز ہوگا؟'' سماعت فرمایا تو ارشاد کیا: ''ابوبکر (رضی اللہ عنہا) میرا صرف دینی بھائی ہے، نکاح جائز ہے''۔

ایک بات انہوں نے یہ بھی بتائی تھی کہ عائشہؓ کے لئے انہوں نے جبیر بن مطعم سے وعدہ کر رکھا ہے۔ ''ٹھیک ہے''۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اور پھر حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہؓ سے شادی ہوگئی جنہوں نے اپنے آقا و مولا ﷺ کی بیٹیوں کی اپنی اولاد سے بڑھ کر دیکھ بھال کی۔

چند دنوں کے بعد جبیر بن مطعم نے خود ہی سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی سیدہ عائشہؓ سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی: ''میں نہیں چاہتا کہ عائشہ کے گھر میں آنے سے میرے گھر میں اسلام داخل ہو''۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور کردی تھیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے سیدہ خولہ بنت حکیمؓ کو بلا بھیجا جب آئیں تو کہا:

''جبیر نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے اب آپ جا کر آنحضرت ﷺ سے کہہ دیں کہ جب چاہیں، عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے شادی کر لیں''۔

مہر ادا ہوجانے کے بعد صحابیات کی ایک جماعت دلہن کے گھر پہنچی، سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو دلہن بنایا گیا اور پھر اس کمرے میں لایا گیا جہاں انصار کی عورتیں منتظر تھیں۔ انہوں نے بڑی محبت و خوشی سے دلہن کا استقبال کیا اور کہا: ''تمہارا آنا بخیر و بابرکت اور نیک فال ہو''۔

تھوڑی دیر کے بعد رحمۃ للعالمین، سرور کونین ﷺ بھی تشریف لے آئے اس شادی میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی سہیلی حضرت اسماء بنت یزیدؓ بھی شامل تھیں، فرماتی ہیں:

اس وقت آپ ﷺ کی ضیافت کے لئے دودھ پیش کیا گیا۔ آنحضور ﷺ نے پیالہ سے تھوڑا سا دودھ پیا اور پھر پیالہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف بڑھا دیا۔ وہ شرمانے لگیں، میں نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ کا عطیہ واپس نہ کرو''۔ پھر انہوں نے شرماتے شرماتے لے لیا اور ذرا سا پی کر رکھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اپنی سہیلیوں کو دو''۔ انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم کو اشتہا نہیں''۔ فرمایا: ''جھوٹ نہ بولو، آدمی کا ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے''۔ اور پھر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی ہوگئی۔ یہ شوال کا مہینہ اور سن ہجری کا دوسرا

سال تھا۔ ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جب میکے سے رخصت ہوکر حرم نبوی میں رونق افروز ہوئیں تو رہائش کے لئے آپ کو جو حجرہ ملا، وہ مسجد نبوی سے متصل تھا اس گھر کا دروازہ بجانب مسجد تھا اور ام المومنین سیدہ سودہؓ جس گھر میں مکین تھیں اس کا دروازہ بجانب آل عثمان تھا اس وقت تک صرف دو ہی حجرے تعمیر ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی دونوں صاحبزادیاں سیدہ حضرت ام کلثوم اور سیدہ حضرت فاطمہؓ سیدہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ کے ساتھ رہتی تھیں۔

جس حجرہ میں دنیا و آخرت کی زوجہ رسول اکرم سیدہ عائشہ صدیقہؓ قیام پذیر تھیں، اس کی لمبائی چوڑائی چند ذرائع پر محیط صرف ایک کمرہ کی صورت میں تھا، دیواریں خام اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنا کر اوپر گارا لگا دیا گیا تھا، چھت بھی کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنائی گئی تھی، بارش سے محفوظ رکھنے کے لئے اس چھت کے اوپر کمبل ڈال دیئے گئے تھے اور دروازے کو پردے کے لئے ایک کمبل سے ڈھانپ دیا گیا تھا اس سے متصل ایک بالا خانہ تھا جسے مشربہ کہتے تھے۔

گھر کا کل اثاثہ ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ جس میں چھال بھری تھی، آٹا اور کھجور رکھنے کے لئے ایک دو برتن، پانی کا ایک برتن اور پانی پینے کے لئے پیالہ سے زیادہ نہ تھا، کئی کئی راتیں گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا۔

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جب شادی کے بعد کاشانہ نبوی ﷺ میں تشریف لائیں تو انہوں نے اپنے نئے گھر کا جائزہ لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ گھر میں دو جوان لڑکیاں موجود ہیں جن کی شادی ہونا چاہئے لیکن گھریلو حالات مالی طور پر سازگار نہیں تھے، دوسرے قریش کے بیشتر گھرانے مکہ میں رہ گئے تھے جو ابھی تک داخل اسلام نہیں ہوئے تھے اور مدنی ماحول ابھی نیا تھا۔ ان حالات میں بیٹیوں کی شادی میں رکاوٹ ڈالی ہوئی تھی۔

ایک دن آنحضور ﷺ تشریف فرما تھے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے بچیوں کی شادی کا ذکر چھیڑ دیا اور عرض کیا: ”یارسول اللہ ﷺ! بچیاں اس قابل ہیں کہ ان کی شادی کردی جائے، ایک تجویز ہے“۔ ”کیا؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیوں نہ سیدہ فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کردی جائے“۔ حضور ﷺ نے سماعت فرمایا تو بہت خوش ہوئے۔

چوتھی بیٹی سیدہ ام کلثوم تھیں، ان کی اس وقت عمر ۲۰ سال تھی۔ ان کی بڑی ہمشیرہ سیدہ رقیہؓ جو سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے حبالہ عقد میں تھیں، ۲ ہجری میں وصال پا چکی تھیں، ایک روز ام المومنینؓ نے اپنے آقا و

مولا ﷺ سے عرض کیا: ''حضرت عثمانؓ کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' ''کس بارے میں؟'' رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ ''ام کلثوم کی اگر ان سے شادی کردی جائے؟''

تجویز نہایت مناسب تھی۔ چنانچہ رشتہ طے پا گیا اور پھر وہ ۳ ہجری میں رخصت ہوکر اپنے خاوند کے پاس تشریف لے گئیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایسی بے مثال محبت، اپنائیت کا ثبوت دیا کہ تاریخ سوتیلی اولاد کے ساتھ ایسا مثالی سلوک پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کائناتؓ گھر گھر سے خوب واقف تھیں، ایک دن وہ بیٹھی اپنا نقاب سی رہی تھیں جو پھٹ گیا تھا کہ اسی اثناء میں کسی نے دریافت کیا:

''ام المومنینؓ! کیا اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی نہیں فرما دی؟'' سنا تو ارشاد فرمایا: ''چھوڑو ان باتوں کو، وہ نئے کپڑے کا حق دار نہیں جو پرانے کپڑے استعمال نہ کرے''۔ پرانے کپڑوں کی عادی ہونے کی وجہ سے سیدہؓ پرانے کپڑے چھوڑنا پسند نہیں کرتی تھیں۔

حضور اکرم ﷺ کی کثرت ازواج اور خصوصاً سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ شادی میں بڑی مصلحت یہ تھی کہ ان کے ذریعے عورتیں فیض یاب ہوسکیں جس عمر میں ان کا حضور اکرم ﷺ سے بیاہ ہوا تھا، وہ سیکھنے کی صلاحیتوں سے بھرپور ہوتی ہے اور ذوق و شوق بھی۔ علوم دینیہ کی تعلیم کا مخصوص وقت نہ تھا۔ معلم شریعت ﷺ خود گھر میں تھے، شب و روز ان کی محبت میسر تھی۔ رسالت مآب ﷺ کی تعلیم و ارشاد کی محفلیں روزانہ مسجد نبوی میں سجتی تھیں جو حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے بالکل ملحق تھی اس بناء پر آپ ﷺ گھر سے باہر جو لوگوں کو درس دیتے تھے، وہ اس میں شریک ہوتی تھیں اگر کبھی زیادہ فاصلے کی وجہ سے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو جب حضور اکرم ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ دوبارہ پوچھ کر تسلی کرلیتی تھیں۔ کبھی اٹھ کر مسجد کے قریب تشریف لے جاتی تھیں اس کے علاوہ آپ ﷺ نے عورتوں کی درخواست پر ہفتہ میں ایک خاص دن ان کی تعلیم و تلقین کے لئے متعین فرما دیا تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو اپنے آقا و مولا ﷺ سے زیادہ سے زیادہ سیکھنے اور جاننے کا شوق تھا اور جس کے بارے میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ ہوتا تو فوراً دریافت فرمالیتی تھیں تاکہ وضاحت ہوجائے اور بات روشن ہوجائے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کا حساب کیا گیا، وہ عذاب میں پڑا''۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: ''یا حبیب اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے عنقریب حساب کیا جائے گا، آسان حساب جب حساب آسان ہوگا تو پھر عذاب کیسے ہوگا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ پیشی ہے حساب نہیں''۔ ایک مرتبہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ کی ملاقات پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا، اللہ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے تو کوئی بھی موت کو پسند نہیں کرتا''۔ فرمایا: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن جب اللہ تعالیٰ کی رحمت وخوشنودی کے انعامات و جنت کا حال سنتا ہے تو اس کا دل اللہ کا مشتاق ہوجاتا ہے لہذا وہ بھی اس کے آنے کا مشتاق رہتا ہے۔

ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: ''یا حبیب اللہ ﷺ! نکاح میں عورت کی رضا مندی لازمی ہے لیکن کنواری لڑکیاں شرم سے اظہار نہیں کرتیں''۔ ارشاد فرمایا: ''اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے''۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''فداک ابی و امی یا محبوب اللہ ﷺ! اس مسئلہ میں حکمت عطا ہو کہ دوسرے دینی فرائض کی طرح کیا جہاد بھی عورتوں پر واجب ہے؟''

ارشاد فرمایا: ''اے عائشہؓ! عورتوں کے لئے حج ہی جہاد ہے''۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: ''کیا کفار ومشرکین کے نیک اعمال کا انہیں آخرت میں کوئی اجر ملے گا؟''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے سوال کا حضور ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا: ''ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے بغیر کوئی نیک عمل قابل قبول اور لائق جزا نہیں''۔

الغرض اس طرح جب بھی موقع ملتا، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ہر آن اور ہر لحظہ سیکھنے کی سعی جمیلہ فرماتی رہتی تھیں اور حضور ﷺ بھی بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ سمجھاتے تاکہ کسی نوع کا کوئی ابہام و شک نہ رہ جائے۔

رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا: ''آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟'' فرمایا: ''عائشہ'' (رضی اللہ عنہا) عرض کیا: ''مردوں میں سے؟'' ارشاد فرمایا: ''ان کے والد''۔

ام المومنین سیدہ عائشہ بنت ابوبکرؓ کا لقب صدیقہ اور حمیرا تھا اور ان کی کنیت اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کے نام پر ام عبداللہ ہے۔ سیدہؓ نے اپنے آقا ومولا ﷺ سے درخواست کی: ''یارسول اللہ ﷺ! میری بھی

کنیت مقرر فرمادیں‘‘۔ ارشاد فرمایا: ’’اپنی بہن حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبداللہ سے اپنی کنیت رکھ لو‘‘۔

جب تک حضور اکرم ﷺ کی طرف ازواج مطہرات سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور سیدہ سودہؓ تھیں تو آپ باری باری ہر ایک بیوی کے پاس شب باش ہوتے تھے جب وقت گزرنے کے ساتھ اور ازواج مطہرات بھی آ گئیں تو پھر سب کے لئے باری مقرر تھی۔ حضرت سودہ بنت زمعہؓ عمر رسیدہ تھیں، انہوں نے اپنی باری کا دن اپنے محبوب ﷺ کی خوشنودی و رضا کے لئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دے دیا تھا اس کے بعد آپ ﷺ دو دن سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس رہتے اور ایک ایک دن دوسری ازواج کے ساتھ گزارتے تھے۔

گھر کی مالی حالت ایسی تھی کہ جو آتا سب راہ اللہ میں تقسیم کردیا جاتا جس کے نتیجہ میں گھر میں چولہا بہت کم جلتا تھا۔ مسلسل تین دن تک کبھی سیر ہوکر نہیں کھایا تھا۔ صحابہ کرامؓ اپنی محبت کی وجہ سے ہدایہ وتحائف بارگاہ رسالت میں پیش کرتے رہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کو سیدہ عائشہؓ زیادہ محبوب ہیں لہذا وہ ان کی باری کے منتظر رہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ وہاں تشریف لے جائیں تو بھیجیں۔ مقصد صرف اتنا تھا کہ حضور اکرم ﷺ راضی اور خوش ہوں۔

محبت کی شرع بڑی عجیب ہے اس میں اگر کبھی ناراضگی بھی ہوجائے تو وہ بھی محبت ہی ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ ایسا ناز و نیاز تھا جیسا کہ محبّ ومحبوب کے درمیان ہوتا ہے اور وہ جو چاہتی تھیں، بلا جھجک عرض کردیتی تھیں۔ ایک دن حضور ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں تھے اور باہم باتیں کررہے تھے، رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) میں جانتا ہوں کبھی مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کبھی خفا ہوجاتی ہو‘‘۔

عرض کیا: ’’یا محبوب اللہ ﷺ! آپ کیسے جانتے ہیں؟‘‘ ارشاد فرمایا: ’’جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: ’’لا ورب محمد یعنی محمد ﷺ کے رب کی قسم اور جب خفا ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراہیم یعنی ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ ﷺ! آپ نے بالکل صحیح فرمایا‘‘۔

اور پھر عرض کیا:

میں نہیں چھوڑتی مگر صرف آپ کے اسم کو لیکن آپ کی ذات گرامی اور آپ کی یاد میرے دل میں ہے اور میری جان آپ کی محبت میں مستغرق ہے، اس محبت میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔

ایک دن رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) اگر تم چاہتی ہو

کہ میرے ساتھ جنت میں رہو تو تمہیں چاہیئے کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کہ راہ چلتا مسافر ہوتا ہے کہ وہ کسی کپڑے کو پرانا نہیں سمجھتا جب تک کہ وہ پیوند کے قابل ہے اور وہ اس میں پیوند لگاتا ہے''۔

ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: ''یا حبیب اللہ ﷺ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے رکھے''۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اس مرتبہ کو چاہتی ہو تو کل کے لئے کھانا بچا کے نہ رکھو اور کسی کپڑے کو جب تک کہ اس میں پیوند لگ سکتا ہے، بے کار نہ کرو''۔

چنانچہ ان کی ساری زندگی حضور اکرم ﷺ کی اس وصیت و نصیحت کی آئینہ دار رہی، کل کے لئے کبھی کھانا بچا کر نہ رکھا اور کپڑا پھٹ جاتا تو سی لیتی تھیں اور اگر ضرورت ہوتی تو پیوند لگا لیتی تھیں۔

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ذات گرامی کی بدولت مسلمانوں کو بے شمار آسانیاں اور راحتیں نصیب ہوئی ہیں اسی میں ایک آیت تیمّم کا نزول ہے۔

غزوہ بنی مصطلق میں جاتے وقت سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اپنی بڑی بہن سیدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ سے ایک ہار لے کر زیب تن فرمایا تھا، واپسی پر ایک مختصر پڑاؤ کے دوران ہار کا دھاگہ ٹوٹ گیا اور ہار کہیں گر گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہاں قیام کو طویل کر دیا تاکہ گمشدہ ہار مل جائے اس منزل میں پانی نہ تھا اور مجاہدین کے پاس بھی پانی نہیں تھا اور نماز کا وقت فوت ہونے کے قریب تھا۔ بعض لوگوں نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شکایت کی: ''یہ تکلیف ہار کی گمشدگی کی وجہ سے پہنچی ہے''۔

یہ سن کر وہ اپنی بیٹی کے پاس آئے تو اس وقت حضور اکرم ﷺ ان کے آغوش میں سرِ اقدس رکھے محو استراحت تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنی بیٹی پر غصے کا اظہار کیا اور ہاتھ سے ٹھوکا دیا لیکن سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے جنبش تک نہ کی۔ مبادا محبوب و عالی شوہر اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی چشم مبارک خواب سے بیدار ہو جائے۔

صبح ہو گئی، پانی موجود نہ تھا کہ وضو کر کے فریضہ نماز ادا کرتے اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمادی اور لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمّم کر کے پڑھی۔

اس کے بعد جب اونٹ کو اٹھایا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے سے برآمد ہوا۔ گویا اس میں یہی حکمت الٰہی تھی کہ شریعت کے احکام میں مسلمانوں کے لئے آسانی اور سہولت مہیا کی جائے۔

سیرت سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

فاطمہ حسین

تعارف

حضرت فاطمہؓ جن کا معروف نام فاطمۃ الزہراءؓ ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی تھیں۔تمام مسلمانوں کے نزدیک آپ ایک برگزیدہ ہستی ہیں۔آپ کی ولادت 20 جمادی الثانی بروز جمعہ بعثت کے پانچویں سال میں مکہ میں ہوئی۔آپ کی شادی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو بیٹیاں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔آپ کی وفات اپنے والد گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے کچھ ماہ بعد 632ء میں ہوئی۔

آپ کی تربیت خاندانِ رسالت میں ہوئی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، فاطمہ بنت اسدؓ، ام سلمیٰؓ، ام الفضلؓ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس کی زوجہ)، ام ہانیؓ (حضرت ابوطالب کی ہمشیرہ)، اسماء بنت عمیسؓ (زوجہ جعفر طیارؓ)، صفیہ بنت حمزہؓ وغیرہ نے مختلف اوقات میں کی۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تربیت و پرورش کے لیے فاطمہ بنت اسدؓ کا انتخاب کیا۔جب ان کا بھی انتقال ہو گیا تو اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمیٰؓ کو ان کی تربیت کی ذمہ داری دی۔

القاب اور کنیت

آپ کے مشہور القاب میں زہرا اور سیدۃ النساء العالمین (تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار) اور بتول ہیں۔مشہور کنیت ام الائمہ، ام السبطین اور ام الحسنین ہیں۔آپ کا مشہور ترین لقب سیدۃ النساء العالمین ایک مشہور

حدیث کی وجہ سے پڑا جس میں حضرت محمد ﷺ نے ان کو بتایا کہ وہ دنیا اور آخرت میں عورتوں کی سیدہ (سردار) ہیں۔ اس کے علاوہ خاتونِ جنت، الطاہرہ، الزکیہ، المرضیہ، السیدہ وغیرہ بھی القاب کے طور پر ملتے ہیں۔

حالاتِ زندگی

بچپن: حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ابتدائی تربیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی۔ اس کے علاوہ ان کی تربیت میں اولین مسلمان خواتین شامل رہیں۔ بچپن میں ہی ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اسلام کا ابتدائی زمانہ دیکھا اور وہ تمام تنگی برداشت کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابتدائی زمانہ میں قریش کے ہاتھوں برداشت کی۔ ایک روایت کے مطابق ایک دفعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کعبہ میں حالتِ سجدہ میں تھے جب ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے ان پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر ملی تو آپ نے آ کر ان کی کمر پانی سے دھوئی حالانکہ آپ اس وقت کم سن تھیں۔ اس وقت آپ روتی تھیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کو کہتے جاتے تھے کہ اے جانِ پدر رو نہیں اللہ تیرے باپ کی مدد کرے گا۔

ان کے بچپن ہی میں ہجرتِ مدینہ کا واقعہ ہوا۔ ربیع الاول میں بعثت کی دس تاریخ کو ہجرت ہوئی۔ مدینہ پہنچ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو 500 درھم اور اونٹ دے کر مکہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ بنت اسدؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کو بلوایا چنانچہ وہ کچھ دن بعد مدینہ پہنچ گئیں۔ بعض دیگر روایات کے مطابق انہیں حضرت علی علیہ السلام بعد میں لے کر آئے۔ 2 ہجری تک آپ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ کی زیرِ تربیت رہیں۔ 2ھ میں رسول اللہ نے حضرت ام سلمٰی سے عقد کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی تربیت میں دے دیا۔

حضرت ام سلمٰیؓ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میرے سپرد کیا گیا۔ میں نے انہیں ادب سکھانا چاہا مگر خدا کی قسم فاطمہ تو مجھ سے زیادہ مؤدب تھیں اور تمام باتیں مجھ سے بہتر جانتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ عمران بن حصین کی روایت ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ابھی کم سن تھیں تشریف لائیں۔ بھوک کی شدت سے ان کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ آنحضرت نے دیکھا تو کہا کہ بیٹی ادھر آؤ۔ جب آپ قریب آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے بھوکوں کو سیر کرنے والے پروردگار، اے پستی کو بلندی عطا کرنے والے

مالک، فاطمہ کے بھوک کی شدت کوختم فرما دے۔ اس دعا کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے کی زردی مبدل بسرخی ہوگئی، چہرے پر خون دوڑنے لگا اور آپ ہشاش بشاش نظر آنے لگیں۔خود حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ اس کے بعد مجھے پھر کبھی بھوک کی شدت نے پریشان نہیں کیا۔

شادی: بعض روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے علی خدا کا حکم ہے کہ میں فاطمہ کی شادی تم سے کر دوں۔ کیا تمہیں منظور ہے۔ انہوں نے کہا ہاں چنانچہ شادی ہوگئی۔ یہی روایت صحاح میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت ام سلمیٰؓ نے کی ہے۔ ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کردوں۔بعض روایات کے مطابق حضرت علیؓ نے خود خواہش کا اظہار فرمایا تو حضور ﷺ نے قبول فرمالیا اور کہا: مرحباً و اھلاً۔

حضرت علی المرتضیٰؓ و حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی یکم ذی الحجہ 2ھ کو ہوئی۔ کچھ اور روایات کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ نکاح رمضان میں اور رخصتی اسی سال ذی الحجہ میں ہوئی۔شادی کے اخراجات کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زرہ 500 درھم میں حضرت عثمانِ غنیؓ کے ہاتھ بیچ دی اور بعد ازاں حضرت عثمان غنیؓ نے وہی زرہ تحفۃً انہیں لوٹادی۔ یہ رقم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ کے حوالے کر دی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر قرار پایا۔ جبکہ بعض دیگر روایات میں مہر 480 درھم تھا۔

جہیز: جہیز کے لیے رسول اللہ نے حضرت مقداد ابن اسودؓ کو رقم دے کر اشیاء خریدنے کے لیے بھیجا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد کے لیے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے چیزیں لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھیں۔ اس وقت حضرت اسماء بنت عمیسؓ بھی موجود تھیں۔ مختلف روایات میں جہیز کی فہرست میں ایک قمیص، ایک مقنع (یا خمار یعنی سر ڈھانکنے کے لیے کپڑا)، ایک سیاہ کمبل، کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک بستر، موٹے ٹاٹ کے دوفرش، چار چھوٹے تکیے، ہاتھ کی چکی، کپڑے دھونے کے لیے تانبے کا ایک برتن، چمڑے کی مشک، پانی پینے کے لیےلکڑی کا ایک برتن (بادیہ)، کھجور کے پتوں کا ایک برتن جس پر مٹی پھیر دیتے ہیں، دومٹی کے آبخورے، مٹی کی صراحی، زمین پر بچھانے کا ایک چمڑا، ایک سفید چادر اور ایک لوٹا شامل تھے۔ یہ مختصر جہیز دیکھ کر رسول اللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ ان پر برکت نازل فرما جن کے اچھے سے اچھے برتن مٹی کے ہیں۔ یہ جہیز اسی رقم سے خریدا گیا تھا جو حضرت علیؓ نے اپنی زرہ بیچ کر حاصل کی تھی۔

رخصتی: نکاح کے کچھ ماہ بعد یکم ذی الحجہ کو آپؓ کی رخصتی ہوئی۔ رخصتی کے جلوس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اشہب نامی ناقہ پر سوار ہوئیں جس کے ساربان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ازواج مطہرات جلوس کے آگے آگے تھیں۔ بنی ھاشم ننگی تلواریں لیے جلوس کے ساتھ تھے۔ مسجد کے اردگرد چکر لگانے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں اتارا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اس پر دعائیں دم کیں اور علیؓ و فاطمہؓ کے سر بازوؤں اور سینے پر چھڑک کر دعا کی کہ اے اللہ انہیں اور ان کی اولاد کو شیطان الرجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ ازواج مطہرات نے جلوس کے آگے رجز پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاندان عبدالمطلب اور مہاجرین و انصار کی خواتین کو کہا کہ رجز پڑھیں خدا کی حمد و تکبیر کہیں اور کوئی ایسی بات نہ کہیں اور کریں جس سے خدا ناراض ہوتا ہو۔ بالترتیب حضرت ام سلمیٰؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے رجز پڑھے۔ ازواج مطہرات نے جو رجز پڑھے وہ درج ذیل ہیں:

حضرت ام سلمیٰؓ کا رجز: اے پڑوسنو چلو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرو۔ اور جن پریشانیوں اور مصیبتوں کو دور کرکے اللہ نے احسان فرمایا ہے اسے یاد کرو۔ آسمانوں کے پروردگار نے ہمیں کفر کی تاریکیوں سے نکالا اور ہر طرح کا عیش و آرام دیا۔ اے پڑوسنو۔ چلو سیدہ زنانِ عالم کے ساتھ جن پر ان کی پھوپھیاں اور خالائیں نثار ہوں۔ اے عالی مرتبت پیغمبر کی بیٹی جسے اللہ نے وحی اور رسالت کے ذریعے سے تمام لوگوں پر فضیلت دی۔

حضرت عائشہؓ کا رجز: اے عورتو چادر اوڑھ لو اور یاد رکھو کہ یہ چیز مجمع میں اچھی سمجھی جاتی ہے۔ یاد رکھو اس پروردگار کو جس نے اپنے دوسرے شکر گذار بندوں کے ساتھ ہمیں بھی اپنے دینِ حق کے لیے مخصوص فرمایا۔ اللہ کی حمد اس کے فضل و کرم پر اور شکر ہے اس کا جو عزت و قدرت والا ہے۔ فاطمہ زہراؓ کو ساتھ لے کے چلو کہ اللہ نے ان کے ذکر کو بلند کیا ہے اور ان کے لیے ایک ایسے پاک و پاکیزہ مرد کو مخصوص کیا ہے جو ان ہی کے خاندان سے ہے۔

حضرت حفصہؓ کا رجز: اے فاطمہ! تم عالم انسانیت کی تمام عورتوں سے بہتر ہو۔ تمہارا چہرہ چاند کی مثل ہے۔ تمہیں اللہ نے تمام دنیا پر فضیلت دی ہے۔ اس شخص کی فضیلت کے ساتھ جس کا فضل و شرف سورہ زمر کی آیتوں میں مذکور ہے۔ اللہ نے تمہاری تزویج ایک صاحب فضائل و مناقب نوجوان سے کی ہے یعنی علیؓ سے جو تمام لوگوں سے بہتر ہے۔ پس اے میری پڑوسنو۔ فاطمہ کو لے کر چلو کیونکہ یہ ایک بڑی شان والے باپ کی عزت مآب بیٹی ہے۔

شادی کے بعد: آپ کی شادی کے بعد زنانِ قریش انہیں طعنے دیتی تھیں کہ ان کی شادی ایک غریب سے کردی گئی ہے۔ جس پر انہوں نے رسالت مآب سے شکایت کی تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور تسلی دی کہ اے فاطمہ ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے تیری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو اسلام میں سب سے اول، علم میں سب سے اکمل اور حلم میں سب سے افضل ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ علی میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں؟۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنسنے لگیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بابا جان میں اس پر راضی اور خوش ہوں۔

شادی کے بعد آپ کی زندگی طبقۂ نسواں کے لیے ایک مثال ہے۔ آپ گھر کا تمام کام خود کرتی تھیں مگر کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں آیا۔ نہ ہی کوئی مددگار یا کنیز کا تقاضا کیا۔ ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کنیز عنایت کی جو حضرت فضہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باریاں مقرر کی تھیں یعنی ایک دن وہ کام کرتی تھیں اور ایک دن حضرت فضہؓ کام کرتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور دیکھا کہ آپؓ بچے کو گود میں لیے چکی پیس رہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کام فضہؓ کے حوالے کر دو۔ آپ نے جواب دیا کہ بابا جان آج فضہ کی باری کا دن نہیں ہے۔

آپ کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مثالی تعلقات تھے۔ کبھی ان سے کسی چیز کا تقاضا نہیں کیا۔ ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ بیمار پڑیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کچھ کھانے کو دل چاہتا ہو تو بتاؤ۔ آپ نے کہا کہ میرے پدر بزرگوار نے تاکید کی ہے کہ میں آپ سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، ممکن ہے کہ آپ اس کو پورا نہ کر سکیں اور آپ کو رنج ہو۔ اس لیے میں کچھ نہیں کہتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب قسم دی تو انار کا ذکر کیا۔

آپؓ نے کئی جنگیں دیکھیں جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمایاں کردار ادا کیا مگر کبھی یہ نہیں چاہا کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں اور پیچھے رہیں۔ اس کے علاوہ جنگ احد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سولہ زخم کھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہوا مگر آپ نے کسی خوف و ہراس کا مظاہرہ نہیں کیا اور مرہم پٹی، علاج اور تلواروں کی صفائی کے فرائض سرانجام دیے۔

اولاد: اللہ نے آپ کو دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ دو بیٹے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیٹیاں زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا و ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ان کے دونوں بیٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا بیٹا کہتے تھے اور بہت پیار کرتے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے نام بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رکھے تھے۔

واقعہ مباہلہ: مباہلہ ایک مشہور واقعہ ہے اور ان چند واقعات میں سے ایک ہے جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنگ کے علاوہ گھر سے نکلنا پڑا۔ نجران کے مسیحی جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آئے اور بحث کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور کسی طرح نہ مانے تو اللہ نے قرآن میں درج ذیل آیت نازل کی:

''اے پیغمبر! علم کے آجانے کے بعد جو لوگ تم سے بحث کریں ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں''۔ (سورہ آل عمران آیت 61)

اس کے بعد مباہلہ کا فیصلہ ہوا کہ عیسائی اپنے برگزیدہ لوگوں کو لائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے گرگزیدہ بندوں کے ساتھ آئیں گے اور مباہلہ کریں گے اور اسی طریقہ سے فیصلہ ہوگا۔ اگلی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چادر میں لپیٹے ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لیے ہوئے آئے۔ ان لوگوں کو دیکھتے ہی عیسائی مغلوب ہو گئے اور ان کے سردار نے کہا کہ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر خدا سے بددعا کریں تو روئے زمین پر ایک بھی عیسائی سلامت نہ رہے۔

ایام وصال مصطفیٰ ﷺ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وصال سے قبل مرض وصال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو نزدیک بلا کر ان کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر سرگوشی کی تو آپؓ مسکرانے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ پہلے میرے بابا نے اپنی موت کی خبر دی تو میں رونے لگی۔ اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ سب سے پہلے میں ان سے جاملوں گی تو میں مسکرانے لگی۔

ایک اور روایت میں یحیٰ بن جعدہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ سال میں ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین سے قرآن کا دور ہوتا تھا مگر اس دفعہ دو مرتبہ کیا گیا۔ اس سے مجھے بتایا گیا ہے کہ میرا وصال قریب ہے۔ میرے اہل میں سے تم مجھے سب سے پہلے آکر ملوگی۔ یہ سن کر آپ غمگین ہوئیں تو رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم زنان اہلِ جنت کی سردار ہو؟ یہ

سن کر آپؓ مسکرانے لگیں۔

وفات

رسول اللہ ﷺ کا وصال ایک عظیم سانحہ تھا جو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے لئے کوہ گراں ثابت ہوا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے کچھ ماہ بعد آپؓ کی وفات ہوئی۔ اس کی تاریخ 3 جمادی الثانی 11ھ ہے۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں جہاں پر ایک روضہ بھی بنا ہوا تھا جسے سعودی حکومت نے 8 شوال 1344ھ کو شہید کر دیا۔

احادیث میں فضائل

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اس نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے حاضر ہو اور یہ خوشخبری دے کہ فاطمہؓ اہلِ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسنؓ وحسینؓ جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میری جان کا حصہ ہے پس جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہؓ میری جان کا حصہ ہے۔ اسے تکلیف دینے والی چیز مجھے تکلیف دیتی ہے اور اسے مشقت میں ڈالنے والا مجھے مشقت میں ڈالتا ہے۔

حضرت ابو حنظلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہؓ میری جان کا حصہ ہے۔ جس نے اسے ستایا اس نے مجھے ستایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنے اہل وعیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوتیں۔

ایک اور مشہور حدیث (جو حدیث کساء کے نام سے معروف ہے) کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یمنی چادر کے نیچے حضرت فاطمہ، حضرت علیؓ وحسنؓ وحسینؓ کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ بے شک اللہ چاہتا ہے کہ اے میرے اہل بیت تجھ سے رجس کو دور کرے اور ایسے پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔

قسط اول

دل کی پاکیزگی۔ اصل طہارت ہے

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

جس دل کو باری تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور محبت کے لئے چنا اس دل رکھنے والی ذات کے لئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. (الضحٰی، ۹۳:۵)

''اے حبیب ہم آپ کو اتنا کچھ عطا کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے''۔

اب ہم احوال قلب کی دونوں صورتوں اور دونوں قسموں کا حال اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

دلوں کی زنگ آلودگی

ہماری بات قلب زیغ تک ہوچکی ہے۔ جب یہ دل ہدایت سے محروم ہوتے ہیں تو یہ ٹیڑھے ہوجاتے ہیں اور یہ کج روی کو پسند کرتے ہیں۔ یہ ضلالت و گمراہی کو اختیار کرتے ہیں۔ قرآن دلوں کے احوال میں یہ بھی ذکر کرتا ہے کہ کچھ دلوں میں گناہوں کے باعث زنگ لگ جاتا ہے اور پھر گناہوں کے باعث ان کا زنگ بڑھتا رہتا ہے۔ ان کی چمک دمک، اجلا اور شفاف پن ختم ہوجاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (المطففین، ۸۳:۱۴)

''(ایسا) ہرگز نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان اعمالِ (بد) کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے (اس لیے آیتیں ان کے دل پر اثر نہیں کرتیں)''۔

جوں جوں انسان گناہ کرتا ہے، دل پر زنگ چڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کے وجود میں نافرمانی کی رغبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دل کے زنگ کے باعث گناہوں کی طرف رغبت ہونے لگتی ہے۔ ادھر بندہ فعل بد کرتا رہتا ہے نافرمانی کے عمل کو اپنائے رکھتا ہے۔ معصیت کو اپنی علامت بنائے رکھتا ہے، شر کو اپنی پہچان بنائے رکھتا ہے۔ اللہ کی اطاعت سے دوری کو اپنی خصلت بنائے رکھتا ہے۔ ہر عمل سوء کو اپنائے رکھتا ہے جس کے لئے فرمایا:

ماکانوا یکسبون یعنی گناہوں کو مسلسل کرتا رہتا ہے۔ گناہ آلود افعال کو مسلسل جاری رکھتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے **بل ران علی قلوبھم** یعنی ان گناہوں کے باعث لوگوں کے دل زنگ آلود ہوتے رہتے ہیں اور اس زنگ کی وجہ سے وہ نیکی اور اطاعت سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر گناہ ان کے دل کو سیاہ کرتا چلا جاتا ہے، ادھر گناہ بڑھتے رہتے ہیں ادھر دل کی تاریکی بڑھتی رہتی ہے۔ دل کی سیاہی اور دل کی زنگ آلودہ کیفیت دل کو قلب اثم بنا دیتی ہے۔ اب اس ظلمت کدہ دل سے گناہ تو جنم لیتا ہے نیکی ظاہر نہیں ہوتی۔

پتھر نما دل

اسی طرح قرآن، قلب قاسیہ کا بھی ذکر کرتا ہے کچھ دل ایسے ہوتے ہیں جو پتھر نما ہوتے ہیں جو پتھروں کی طرح سخت ہوتے ہیں۔ یہ دل بھی نافرمانی اور معصیت کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ دل بھی گناہ آشنا ہوتے ہیں، یہ دل بھی اپنی قساوۃ اور سختی کے باعث نیکی کی طرف نہیں بلکہ بدی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَطَالَ عَلَيۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ. (الحدید، ۵۷: ۱۶)

''پھر ان پر مدّت دراز گزر گئی تو اُن کے دل سخت ہوگئے، اور ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں''۔

اسی طرح سورہ الحج میں ارشاد فرمایا:

فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡقَاسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ. (الحج، ۲۲: ۵۳)

''جن کے دلوں میں (منافقت کی) بیماری ہے اور جن لوگوں کے دل (کفر و عناد کے باعث) سخت ہیں''۔

اور اسی طرح سورہ الانعام میں ارشاد فرمایا:

وَلٰكِنۡ قَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ. (الانعام، ۶: ۴۳)

''لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دل سخت ہوگئے تھے اور شیطان نے ان کے لیے وہ (گناہ) آراستہ کر دکھائے تھے جو وہ کیا کرتے تھے''۔

سورہ المائدہ میں ارشاد فرمایا:

وَجَعَلۡنَا قُلُوۡبَهُمۡ قٰسِيَةً. (المائدۃ، ۵: ۱۳)

''اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا (یعنی وہ ہدایت اور اثر پذیری سے محروم ہوگئے''۔

قرآن انسانی دلوں کی سختی کو پتھروں اور چٹانوں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے یوں بیان کرتا ہے۔

پتھروں کی اقسام اور دلوں پر ان کا اطلاق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (البقرہ، ۲ : ۷۴)

’’پھر اس کے بعد (بھی) تمہارے دل سخت ہوگئے چنانچہ وہ (سختی میں) پتھروں جیسے (ہوگئے) ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت (ہو چکے ہیں، اس لیے کہ) بے شک پتھروں میں (تو) بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں، اور یقیناً ان میں سے بعض وہ (پتھر) بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی ابل پڑتا ہے، اور بے شک ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں، (افسوس! تمہارے دلوں میں اس قدر نرمی، خستگی اور شکستگی بھی نہیں رہی) اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں‘‘۔

اس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ اپنے بندوں کو متوجہ کررہا ہے کہ تم اپنے رب کی نافرمانی میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہو کہ تمہارے دل پتھروں جیسے ہوگئے ہیں اور تمہارے دلوں میں پتھروں جیسی سختی و قساوت آگئی ہے۔ ان دلوں میں نرمی نہیں رہی، ان دلوں میں رحمت نہیں رہی، ان دلوں میں رافت نہیں رہی، یہ دل ہے تو گوشت کا ایک لوتھڑا مگر یہ گناہوں کے باعث پتھروں کی طرح سخت ہوگیا ہے اور چٹانوں کی طرح ان میں قساوت آگئی ہے۔ اس آیہ کریمہ میں باری تعالیٰ نے انسان کو متوجہ کیا ہے کہ ابھی بھی تم اگر اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ تو ان دلوں کی سختی نرمی سے بدل سکتی ہے۔ ان کی قساوت خستگی اور شکستگی میں ڈھل سکتی ہے۔

فرمایا: اگر تم پتھر دل ہی ہوگئے ہو تو تم پتھروں کے احوال پر ہی نظر کرکے دیکھ لو، وہ بھی اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں، وہ پتھر بھی اپنے رب سے لاتعلق نہیں ہیں وہ پتھر بھی اپنے رب کی فرمانبرداری سے دور نہیں، وہ پتھر ہوکر بھی اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔ عجب ہے انسان تو انسان ہوکر بھی اور اشرف المخلوقات ہوکر بھی، خلافت فی الارض کا اعزاز پاکر بھی اور الوہی نیابت سے سرفراز ہوکر بھی اسی کریم رب سے لاتعلق ہے جس کی نیابت کا شرف رکھتا ہے جس کی خلافت کا اعزاز رکھتا ہے جس رب نے تجھے **ولقد کرمنا بنی آدم** کا اعزاز بخشا اور جس رب نے تجھے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کی صورت عطا کی ہے۔ اے پتھر دل انسان!، پتھروں ہی سے درس حیات لے لے۔

پتھروں کا نہروں اور چشموں میں بدلنا

فرمایا: اے انسان تمہارا دل پتھروں کی طرح سخت ہوگیا ہے اور فرمایا: کہ تم میں سے بعض کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوگئے ہیں اور ان کے دلوں میں قساوت اور سختی، پتھروں سے بھی زیادہ آگئی ہے لیکن اے انسان! اگر تم پتھروں ہی کو دیکھو تو پتھر بھی اللہ کی یاد سے خالی نہیں ہیں اور ان پر بھی خوف الٰہی طاری ہوتا

ہے، ان میں بھی خشیت الٰہی کے مناظر نظر آتے ہیں، اسی خوف اور خشیت کی بناء پر ان پتھروں کی پہلی قسم اور پہلی صورت تم کو یوں دکھائی دے گی۔

وان من الحجارة لما يتفجر منه الانهر.

''ان ہی پتھروں میں سے بعض پتھر ایسے ہیں جن سے اللہ کے خوف کے باعث نہریں پھوٹ پڑتی ہیں''۔

ان پتھروں سے اللہ کی خشیت کے سبب چشمے اور نہریں جاری ہوں گی، وہ پتھر اللہ کے خوف سے اس طرح پھٹ پڑے ہیں کہ ان سے نہریں رواں دواں ہیں۔ ان پتھروں نے خوف الٰہی کے باعث اپنا سینہ شق کردیا ہے، اب ان کے سینے سے دریاؤں کے سوتے نکلتے ہیں۔ پتھروں کی قساوت پر جب **من خشية اللّٰه** کا رنگ چڑھتا ہے تو ان کے سینے شق ہوجاتے ہیں اور ان سے نہریں اور دریا بہنے لگتے ہیں۔ یہ درحقیقت ان قساوت رکھنے والے پتھروں کی، اللہ کی خوف کی وجہ سے گریہ زاری ہے۔ اللہ کے خوف سے ان کا رونا ہے یہ پانی ان کے آنسو ہیں جو **من خشية اللّٰه** کی وجہ سے جاری ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا رونا اور گریہ وزاری اپنے حسب حال ہے یہ پتھروں کا رونا ہے اور گریہ زاری کرنا ہے جو نہروں اور دریاؤں کی صورت میں جاری وساری ہے۔

انسان بھی اللہ کے حضور گریہ زاری کرے

پتھروں کی یہ قسم، **وان من الحجارة لما يتفجر منه الانهر** بندوں کو اس طرف متوجہ کرتی ہے، کبھی ان کی زندگی میں بھی ایسے دن آئیں اور ایسی راتیں آئیں جب ان کی آنکھیں بھی اللہ کے خوف اور اللہ کی خشیت کی بناء پر، چھم چھم برسنے لگیں۔ وہ آنکھیں بھی اللہ کی یاد میں بے پناہ گریہ زاری کریں وہ آنکھیں اپنے آنسوؤں سے جسم کو وضو کرائیں اور وہ آنکھیں اپنے آنسوؤں سے جسم کو غسل کرائیں۔ ان آنکھوں سے اس قدر آنسو بہیں کہ ان آنکھوں کے، جسم میں موجود دل بھی، مولا کی طرف بہہ جائیں۔ اس دل کا سفر رب کی طرف اس طرح ہوجائے جس طرح دریاؤں اور نہروں کا پانی بہتا ہے اس طرح یہ دل بھی اسی کیفیت کے ساتھ رب کی طرف بہنے لگیں، رب کی طرف چلنے لگیں، رب کے دھیان میں مچلنے لگیں، رب کی یاد میں تڑپنے لگیں اور ان دلوں میں رب کی یاد کی کثرت اس طرح ہوجائے جس طرح دریاؤں اور نہروں میں پانی کی کثرت ہے۔

انسان اور خشیت الٰہیہ کی کیفیات

آگے ارشاد فرمایا پتھروں کی دوسری قسم یہ ہے:

وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ. (البقرہ، ۲: ۷۴)

''اور یقیناً ان میں سے بعض وہ (پتھر) بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی ابل پڑتا ہے''۔

اس آیہ کریمہ میں واضح کیا جارہا ہے کہ قساوت کے اعتبار سے پتھروں کی دوسری قسم وہ ہے کہ جن پر من خشیۃ اللہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ اپنی مضبوطی اور سختی کے باوجود، لما یشقق وہ پھٹ جاتے ہیں۔ ان کا سینہ بھی شق ہوجاتا ہے تو ان سے نہریں اور چشمے تو جاری نہیں ہوتے۔ البتہ ان سے پانی رسنے لگتا ہے اور تھوڑا تھوڑا پانی ٹپکنے اور بہنے لگتا ہے، ان میں بھی پانی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں بھی پانی بہتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے ہیں اور اپنے وجود سے پانی جاری کرکے آنسو بہاتے ہیں۔ پتھروں کی یہ قسم بھی ان بندوں کو متوجہ کرتی ہے جن کے دل سخت ہیں اور جن کے دل پتھر بن گئے ہیں۔ اگر یہ دل پتھر ہوگئے ہیں تو پھر بھی یہ مولا کے حضور ایسے ہوجائیں کہ ان کی آنکھیں کبھی مولا کی یاد میں نمناک ہوجائیں ان آنکھوں سے آنسو کی جھڑی تو نہ لگے اور برسات کی کیفیت نہ ہو اور موسلا دھار بارش کی طرح گریہ و زاری تو نہ ہو مگر یہ مولا کی یاد میں اور رب کے خوف میں نمناک ضرور ہوجائیں۔ یہ آنسو سے تر ہوجائیں، یوں غفلت دور ہوجائے اور معرفت الٰہیہ اور وصال الٰہیہ کی کچھ خیرات مل جائے اور حق بندگی کا کچھ فرض ادا ہوجائے اور اس کی فرمانبرداری کی کوئی صورت ہوجائے، اس کی یاد آنسوؤں کے موتیوں سے آباد ہوجائے، یہ بہتے ہوئے آنسوؤں کی لڑی ایک مالا بن جائے اور بندے کے لئے خوبصورت طوق عبدیت کا روپ دھار لے۔

انسان اور خوف الٰہی کے احساسات

اس کے بعد قرآن حکیم پتھروں کی تیسری قسم کا ذکر کرتا ہے۔

وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ. (البقرہ، ۲: ۷۴)

’’اور بے شک ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں، (افسوس! تمہارے دلوں میں اس قدر نرمی، خستگی اور شکستگی بھی نہیں رہی)‘‘۔

فرمایا پتھروں میں سے بعض ایسے ہیں جن سے نہریں اور چشمے تو جاری نہیں ہوتے اور وہ پھٹتے تو نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ وہ اپنی بلندیوں کو چھوڑ کر نشیب کی طرف آتے ہیں۔ وہ اونچائیوں کو ترک کرکے پستی کی طرف آتے ہیں۔ وہ اپنی مضبوط جگہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ مولا کے لئے گر پڑتے ہیں۔ اس کی یاد میں سقوط کرتے ہیں، اس کے خوف کی وجہ سے اپنی جگہ کو ساقط کردیتے ہیں۔ پتھروں کی یہ تیسری قسم بندوں کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ ہمارے دلوں کی کم از کم یہ حالت ہو کہ جس طرح پتھر، اللہ کے خوف سے گرتے ہیں اس طرح ہم بھی اپنی زندگیوں میں گناہوں کو گرادیں۔ اپنی زندگی سے اللہ کی نافرمانی کو ساقط کردیں، اپنی زندگی سے رب کی سرکشی اور ناآشنائی کو ختم کردیں۔ اپنی زندگی سے ہر معصیت و برائی کو رفع کردیں۔ اپنی زندگی سے ہر شر کو دور کردیں۔

فرمانبرداری ہمارے وجود کی پہچان

ہمارے وجودوں میں اگر فرمانبرداری اور عبادت گزاری اپنے کمال پر دکھائی نہ دے کم از کم ایسے تو ہوجائیں کہ ان وجودوں سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ ہمارے وجودوں سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، ہمارے وجودوں سے کسی کو شر نہ پہنچے، ہمارے وجود دوسروں کے لئے سلامتی کے وجود ہوں ہمارے وجود دوسروں کے لئے خیر اور امن کے وجود ہوں، ہمارے وجود عباد اللہ کی اعلیٰ صفات سے مزین ہوں، ہمارے وجود اعلیٰ انسانی اقدار کے حامل ہوں، ہمارے وجود عالم انسانیت کے لئے باعث فخر ہوں۔ باعث عار اور ندامت نہ ہوں۔ یہ تبھی ہوگا جب تک ہم اپنے شعوری فیصلے کے ذریعے، اللہ کی فرمانبرداری اور اللہ کے بندوں کی خیرخواہی کا عزم مصمم نہ کرلیں اور اپنے وجود سے ہر شر کا خاتمہ نہ کردیں اور اپنے وجود میں ہر خیر کو اپنا نہ لیں۔

انسانی عمل تعلیمات اسلام کے موافق ہو

سورہ بقرہ اس آیت ۷۴ کے آخر میں ان پتھروں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (البقرہ، ۲: ۷۴) ’’اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں‘‘۔

وہ رب اپنے بندوں کے ہر ہر عمل کو دیکھ رہا ہے، رب اپنے بندے کے عمل کو فرمانبرداری میں ڈھلا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ رب بندے کو قول وعمل کی اصلاح کا حکم دیتا ہے۔ ہماری عبدیت یہ کہتی ہے کہ ہمارا عمل وہ ہو جو عباد اللہ کا عمل ہے۔ ہمارا عمل وہ ہو، جو صالحین کا عمل ہے، ہمارا عمل وہ ہو، جو احکام الٰہیہ کے مطابقت اور موافقت میں ہو۔ اس لئے وہ رب بندے کو متوجہ کرتا ہے کہ اس کائنات کی ہر ایک چیز تمہیں راست عمل کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ تمہاری فطرت تمہارا ضمیر، تمہارا باطن اور تمہارا سلیم الفطرت قلب، تمہیں اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ عمل صالح کو اپناؤ اور یہ پتھر بھی تمہیں اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ تم پتھروں کی پہلی قسم کی طرح ہی ہوجاؤ کہ تمہاری آنکھیں اللہ کی یاد میں چھم چھم برسیں اور تمہاری آنکھوں کی گریہ زاری کی ایک جھڑی لگ جائے۔ تم اپنے مولا کی یاد میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگو، اگر ایسا نہ کرسکو تو پھر خود کو ان پتھروں جیسا کرو جن کے سینے اللہ کے خوف سے پھٹ پڑتے ہیں۔

تمہاری آنکھیں اللہ کی یاد میں نمناک ہوجائیں، اللہ کی یاد میں رطوبت و تری آجائے اور تمہاری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجائیں اور اگر تم پتھروں کی اس قسم میں بھی نہ ڈھل سکو تو تیسری قسم کی طرح ہوجاؤ جو اللہ کے خوف سے بلندی سے گر پڑتے ہیں۔ تم میں بھی اپنی زندگی سے تمام نافرمانیوں کو گرادو۔ تمام گناہوں کو گرادو، تمام معصیتوں کا خاتمہ کردو۔ ☆☆☆☆☆☆

جہیز کی شرعی حیثیت

رابعہ نسرین۔منہاج کالج برائے خواتین

جہیز کے لغوی معنی

لفظ جہیز دراصل عربی زبان کے لفظ ''جھاز'' سے نکلا ہے جس کا اطلاق اس سازو سامان پر ہوتا ہے جس کی ضرورت (مسافر کو دوران سفر یا دلہن کو نئے گھر سنبھالنے یا میت کو قبر تک پہنچانے کے لئے) ہوتی ہے۔

یہ باب تفعیل جھز یجھز تجھیزا سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں سامان تیار کرنا، مہیا کرنا خواہ وہ کسی مسافر کے لئے، کسی دلہن کے لئے یا کسی میت کے لئے ہو۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ کے بیان میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ. (یوسف،۱۲ : ۵۹)

''اور جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان (زاد و متاع) انہیں مہیا کر دیا''۔

جہیز کے اصطلاحی معنی

امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں یوں لکھا ہے:

الجھاز مایعد من متاع وغیرہ التجھیز حمل ذالک او بعثه.

(راغب اصفہانی، امام مفردات، القرآن، شیخ شمس الحق ۳۳۸ اقبال ٹاؤن لاہور، س ن، ۲۳۸)

''جھاز اس سامان کو کہا جاتا ہے جو (کسی کے لئے) تیار کیا جاتا ہے اور اسی سے تجہیز ہے جس کے معنی ہیں اس سامان کو اٹھانا یا بھیجنا۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی روشنی میں جہیز وہ سازو سامان ہے جو لڑکی کو نکاح کے بعد اس کے ماں باپ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ (قاسم محمود، سید، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفضل تاجران کتب، اردو بازار لاہور، ۷۵۶)

جہیز کا پس منظر

ہمارے ہاں شادی بیاہ کی بیشتر رسومات ہندوانہ کلچر سے مستعار لی گئی ہیں کیونکہ برصغیر میں مسلمانوں کی فتوحات اور آمد سے پہلے ہندوؤں کا راج تھا جو ان گنت خداؤں کے پجاری اور بری رسومات میں جکڑے ہوئے تھے اور کسی بھی سماوی مذہب سے کوسوں دور تھے حتی کہ بے شمار ہندوؤں کے اسلام میں داخل ہونے کے باوجود ان کے ہندوانہ کلچر کے اثرات ان سے محو نہ ہوسکے اور بے شمار قبیح رسومات اور فضول روایات مسلسل ان میں رواج پذیر رہیں۔ اگرچہ مسلمانوں نے ہمیشہ اسلامی تشخص کا امتیاز برقرار رکھنے کی ہی کوشش کی لیکن تہذیب و تمدن، معاشرت اور ثقافت میں جب ترقی ہوتی ہے تو دولت و ثروت کی فراوانی ہونے لگتی ہے۔ بچے کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک نئی نئی رسوم اور طریقے ایجاد ہوتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ مہد سے لے کر لحد تک کئی رسومات ہونے لگتی ہیں اور مرنے کے بعد بھی اس کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔

ہندوستان میں زیادہ تر مغل فرمان روا شہنشاہ اکبر اور دکن میں سلطان محمد قلبی قطب شاہ نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو آپس میں ملانے، اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے اور یگانگت کی فضاء قائم کرنے کے لئے بہت سی ہندوانہ رسومات کو آپس میں ملالیا تھا۔ یکجہتی پیدا کرنے کی خاطر ایسی ایسی رسومات اختیار کرلیں، نکاح اور شادی کے موقعہ پر رسم مہندی رتجگا، مانجھا، حلوہ اور بری وغیرہ جن کا اسلامی تہذیب یا مسلمانوں سے کہیں وجود نہ تھا۔

انہی رسومات میں سے ایک رسم جہیز کی تھی چونکہ لڑکیوں کو اپنی جائیداد میں سے حصہ نہیں دیتے تھے اس لئے شادی کے وقت اکٹھا ہی جو میسر ہوسکا جہیز کے نام سے لڑکی کے حوالے کردیا۔ ہندوؤں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ اس رسم کو اپنالیا حتی کہ جہیز شادی کا جزو لاینفک بن گئی اور غریب والدین کے لئے مستقل دردسر بن گئی جس نے اب آسان دین کے آسان احکام میں اتنی تنگی پیدا کردی کہ بظاہر چھٹکارے کی کوئی صورت ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ (موسیٰ خان، اسلام میں عورت کی حیثیت نسواں، دعا پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ۱۰۳)

قاری سید محمد شفیق صاحب اپنے کتابچہ ''رسم جہیز اور مسئلہ وراثت'' میں جہیز کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہندوستان کے جو غیر مسلم، اسلام میں داخل ہوئے ان میں سے اکثر و بیشتر کی دینی تربیت نہ ہوسکی۔ اس وجہ سے ان میں دینی تعلیمات، عقائد و اعمال کا فقدان رہا لہذا انہوں نے جہالت کی وجہ سے ہندوؤں کی بعض مذہبی اور سماجی رسموں کو برقرار رکھا مثلاً جہیز دینا اور بیٹیوں کو وراثت سے محروم رکھنا، بیساکھی اور بسنت کے میلے، نیز

ہندوؤں کی بیاہ شادی کی کم و بیش تمام رسوم کی پابندی۔ منگنی، تیل، مہندی اور سہرا بندی کی رسوم، باجے، ناچ گانے و دیگر خرافات اسی طرح ادا کر رہے ہیں جیسے ہندو ادا کرتے ہیں۔ مسلم اور ہندو کی شادیوں میں اگر فرق رہ گیا ہے تو وہ مولانا صاحب سے نکاح پڑھوانے اور ولیمے کا فرق ہے اور کوئی فرق نہیں۔ علامہ اقبالؒ کے بقول

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ——— یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اسلام میں جہیز کا تصور

''تمام والدین اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت اپنی خوشی سے تحفہ کے طور پر ضروری سامان دیتے ہیں لیکن اس کو اسلام سے منسوب کرنا سراسر غلط ہے''۔ (شہزاد اقبال شام، اسلام میں عورت کی استثنائی حیثیت اور اس کی وجوہ، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ۲۰)

اسلامی شریعت اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے آئین میں مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جہیز کا مختصر سامان جو ضروری ہو جمع کرے۔ یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ذمہ رکھی ہے۔ مردوں کی عورتوں پر فضیلت کی ایک اہم وجہ مردوں کا عورتوں پر اپنے مال کو خرچ کرنا بھی ہے۔ شریعت اسلامی میں نکاح کا کوئی خرچ عورت کے ذمہ نہیں رکھا گیا بلکہ اس کے برعکس نکاح میں عورت کو مرد کی طرف سے مہر ملے گا، پس عورت پر خرچ کیا جائے گا نہ کہ اس سے مانگا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں فرماتے ہیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ.

(النساء،۴:۳۴)

''مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں''۔

اس آیت کی تفسیر میں امام رازیؒ لکھتے ہیں:

''یعنی مرد عورت سے افضل ہے کیونکہ وہ اس کو مہر دیتا ہے اور اس کا نفقہ ادا کرتا ہے''۔

(رازی، محمد بن عمر، امام التفسیر الکبیر، دارالکتب العلمیۃ، لبنان، س ن، ۸۸)

اسی طرح عام مفسرین نے مال خرچ کرنے سے مراد عموماً دو باتیں ہی بیان کی ہیں کہ اس سے مراد مہر اور نفقہ ہے۔ اسلوب کلام اور الفاظ کی عمومیت کے لحاظ سے اس میں تمام قسم کے مالی اخراجات خواہ وہ نکاح سے متعلق ہوں یا گھریلو خرید و فروخت سے جو عموماً جہیز کے دائرہ میں آتے ہیں وہ سب کے سب ''انفاق اموال'' مال خرچ کرنے میں شامل و داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ نفقہ کے ساتھ عورت کے لئے جائے رہائش فراہم کرنا بھی مرد

پر واجب ہے۔ مکان کے ساتھ لوازم مکان کی فراہمی بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے ان چیزوں کی فراہمی پر دلہن یا اس کے سرپرستوں کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا مرد کی ذمہ داری ہے کہ گھر کا سامان تیار کرے اور جس شخص میں ہمت نہیں ہوتی تو اسے رکے رہنے اور کشائش کا انتظار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ. (النور، ۲۴: ۳۳)

''اور ایسے لوگوں کو پاک دامنی اختیار کرنا چاہیے جو نکاح (کی استطاعت) نہیں پاتے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی فرما دے''۔

امام بخاریؒ نے دو ابواب میں روایات بیان کی ہیں جن میں استطاعت نہ رکھنے والوں کے لئے نکاح سے رکے رہنے کا حکم ہے۔

باب قول النبی ﷺ من استطاع من کم الباء ۃ فلیتزوج فانه اغض للبصر و احص للفرج وهل یتزوج من لا ارب له فی النکاح و باب من لم یستطع الباء ۃ فلیصم.

(بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب النکاح، مکتبہ دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ص۱۹۵۰)

قرآن و حدیث میں کہیں بھی اس کا اشارہ تک بھی نہیں ملتا کہ اس قسم کی چیزوں کی فراہمی لڑکی یا اس کے باپ کی ذمہ داری ہے یعنی یہ کہ جب تم اپنی لڑکی کی شادی کرو تو رخصت کرتے وقت اس کو کچھ سامان بطور جہیز ضرور دو کیونکہ یہ ایک خلاف عقل اور خلاف فطرت بات ہے۔ چونکہ ہندوؤں کے ہاں لڑکی کو باپ کے ورثہ میں سے کچھ نہیں ملتا اس لئے والد نکاح کے وقت اس کا دل خوش کرنے کی غرض سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ دے دیتا ہے۔ کیونکہ اب سسرال والے لڑکی پر جتنا ظلم کریں وہ باپ کے گھر واپس نہیں آسکتی، ساس سسر سے علیحدہ گھر میں نہیں رہ سکتی، باپ کی وراثت میں حصہ نہیں پاسکتی، شوہر کے انتقال پر دوسری شادی نہیں کرسکتی، اسی شوہر کے ساتھ جل کر مرنا ہوگا یا پھر ہمیشہ بیوہ کی حالت میں زندگی گزارنی ہوگی۔

(موسیٰ خان، اسلام میں عورت کی حیثیت، نسواں، دعا پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ۱۰۴)

لہذا یہ جہیز ہندوؤں کی رسم ہے ہم سب کو اس سے بچنا اور بچانا چاہئے کیونکہ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان کے ہاں لڑکیوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا اور بدقسمتی سے جہیز کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں یہ بھی رواج پا گیا ہے کہ لڑکیوں کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا حالانکہ دیگر شرعی ورثاء کی طرح عورتوں کو بھی ان کے شرعی حصہ کے مطابق وراثت دینا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کے بارے میں واضح احکام ہیں اور نہ دینے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔

اس لئے دلہا اور اس کے گھر والوں کو چاہئے کہ اس بری رسم کو معاشرہ سے ختم کریں، یہ رسم معاشرہ کو تباہ و برباد کرنے والی ہے، لالچ و حرص کا دروازہ ہے۔ قرآن و حدیث اور فقہ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ شریعت میں اس کی ذرہ بھی اہمیت ہوتی تو اسے نظر انداز نہ کیا جاتا۔

طبقات ابن سعد میں صرف ایک ہار کا ذکر ملتا ہے جو رخصتی کے وقت حضرت خدیجہؓ نے انہیں دیا۔

''روایت ہے کہ ابوالعاص جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ تھے ان کو عبداللہ بن نعمان انصاری نے گرفتار کیا پھر جب مکہ کے لوگوں نے اپنے قیدیوں کے فدیہ کے سلسلے میں وفد بھیجا تو ابوالعاص کے فدیہ کے لئے ان کا بھائی عمرو بن ربیع آیا۔ اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں ہی تھیں۔ آپؓ نے عمرو کے ہاتھ اپنا مہروں کا ہار بھیجا جو حضرت خدیجہؓ کا تھا اور انہوں نے حضرت زینبؓ کو رخصتی کے وقت دیا تھا۔ جب آپ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو اسے پہچان گئے آپ کا دل پسیج گیا اور حضرت خدیجہؓ یاد آئیں اور آپ ﷺ نے ابوالعاص کو بلا فدیہ چھوڑ دیا اور زینبؓ کا ہار انہیں واپس کر دیا''۔ (ابن سعد، محمد ابوعبداللہ، الطبقات الکبریٰ، بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۹۷۸ء، ۲۵۸)

سنن نسائی میں ہے:

عن علیؓ قال جهز رسول الله ﷺ فاطمة فی حميل وقربة ووسادة حشوها اذخر.

(نسائی، احمد بن شعیب، امام، سنن نسائی، دارالکتب، العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۹۱ء، رقم الحدیث ۳۳۸۶)

''حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب فاطمہؓ کا جہیز تیار کیا ایک چادر، ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ، جس میں اذخر گھاس بھرا ہوا تھا''۔

حضرت علی و فاطمہؓ کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے مولانا شاہ معین الدین ندوی بحوالہ اصابہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت فاطمہؓ سے شادی کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس حق مہر کے لئے کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کچھ نہیں، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟ اسے فروخت کردو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ ۴۸۰ درہم میں فروخت کی۔ بعض روایات کی بنا پر جب عثمانؓ نے آپ کی زرہ خریدی اور بعد میں حضرت علیؓ کو ہدیہ کردی۔ حضرت علیؓ نے زرہ کی قیمت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردی، آپ ﷺ نے جناب ابوبکرؓ، سلیمان فارسیؓ اور بلالؓ کو بلوایا اور کچھ درہم انہیں دے کر فرمایا کہ اس رقم سے جناب فاطمہؓ کے لئے گھر کی ضروری اشیاء خرید لاؤ اور اس میں سے کچھ درہم حضرت اسماء کو دیئے اور فرمایا کہ اس سے عطر اور خوشبو مہیا کرو اور جو درہم باقی بچے وہ ام سلمہؓ کے پاس رکھ دیئے گئے۔ (ندوی، معین الدین، سیر الصحابہؓ، ادارہ اسلامیات لاہور، س ن، ج ا، ص ۲۵۶)

آپ ﷺ نے چار صاحبزادیوں کی شادیاں کیں اور کسی کو بھی جہیز نہیں دیا، حضرت فاطمہؓ کو جو دیا تھا وہ حضرت علیؓ کی دی ہوئی مہر معجّل کی رقم میں سے تھا۔ اسی سے چند چیزوں کا انتظام فرمادیا، ایک چادر، ایک مشک اور ایک تکیہ اور بعض کتابوں میں ایک بستر کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ مزید برآں حضرت علیؓ کو سرور کائنات ﷺ نے بچپن ہی سے اپنی سرپرستی میں لے لیا تھا اور وہ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی بھی تھے۔ آپ ﷺ بچپن ہی سے ان کی کفالت کرتے آئے تھے۔ اس لئے قدرتی بات تھی کہ نیا گھر بسانے کے لئے بطور سرپرست سامان کا انتظام کرتے سو آپ ﷺ نے ان کی زرہ سے یہ سامان فراہم کیا۔

صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں کہیں سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ انہوں نے لڑکی والوں سے فرمائشی جہیز مانگا ہو یا اپنا فرضی حق سمجھ کر قبول کیا ہو، یا اس کو ضروری سمجھا ہو۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے جس کا تذکرہ مشکوۃ میں ہے۔

''حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ ایک قبیلے کے پاس آئے اور انہیں پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ ان دونوں صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہم گمراہ تھے اللہ نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی، ہم مملوک تھے اللہ نے ہمیں آزاد فرمایا اور ہم مفلوک الحال تھے اللہ نے ہمیں غنی بنایا اگر تم ہم سے اپنی لڑیوں کی شادی کرو تو الحمدللہ اور اگر نہ کرو تو سبحان اللہ۔ ان لوگوں نے کہا کہ (گھبراؤ نہیں) تمہاری شادی کردی جائے گی۔ امام غزالیؒ اس واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ کسی نے بھی جہیز کا ذکر نہیں کیا۔ نہ مردوں نے اور نہ ہی لڑکیوں کے اولیاء نے۔ وہ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جہیز یعنی گھر کے ضروری ساز و سامان کا مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے''۔ (غزالی، محمد بن محمد، امام، احیائے علوم، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، س ن، ص۴۱۵)

امام نعیمؒ حلیۃ الاولیاء میں بیان کرتے ہیں:

''مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّبؒ کے پاس ایک آدمی آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کئی دن غائب رہا اور کافی عرصے کے بعد آیا تو حضرت سعیدؒ نے غائب رہنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ اس کی بیوی فوت ہوگئی تھی لہذا مصروف رہا۔ حضرت سعید بن مسیّبؒ نے پوچھا کیا تو نے کوئی دوسری شادی کرلی ہے؟ اس نے کہا کہ میں فقیر ہوں مجھے کون رشتہ دے گا؟ حضرت سعیدؒ نے دو درہم مہر کے عوض وہیں اس کا نکاح اپنی بیٹی سے کردیا۔ وہ آدمی گھر چلا گیا تو شام کو خود اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر چھوڑ آئے۔ حضرت سعیدؒ نے اپنی بیٹی کا یہ رشتہ خلیفہ وقت کو بھی نہیں دیا تھا''۔ (ابونعیم، احمد بن عبداللہ، امام حلیۃ الولیاء وطبقات الاصفیاء، دارالکتاب، لبنان، س ن،۱۹۱)

(جاری ہے) ☆☆☆☆☆

نمازِ تسبیح

.اس نماز کی چار رکعات ہیں، مکروہ اوقات کے علاوہ ان کو جب چاہیں ادا کیا جا سکتا ہے۔

.اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثنا (سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ آخر تک) پڑھیں۔

ثنا کے بعد ۱۵ بار درج ذیل تسبیح پڑھیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ

پھر اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر ۱۰ بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کے بعد ۱۰ بار، پھر رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کے بعد ۱۰ بار، پھر سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد ۱۰ بار، پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں ۱۰ بار، پھر دوسرے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیُ الْاَعْلٰی کے بعد ۱۰ بار پڑھیں۔

پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو جائیں اور بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO سے پہلے ۱۵ بار اسی تسبیح کو پڑھیں اور بعد ازاں سورت فاتحہ، پھر اسی طریقے سے چاروں رکعات مکمل کریں۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار اور چاروں رکعات میں ۳۰۰ بار یہ تسبیح پڑھی جائے گی۔

احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ تسبیح کو یومِ جمعہ یا مہینہ میں ایک بار یا سال میں ایک بار یا کم از کم عمر بھر میں ایک بار پڑھا جائے۔

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی سمیت اہلِ علم کی ایک جماعت نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا جان! کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں؟ کیا آپ کو دس خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ کہ جب تک آپ ان پر عمل پیرا رہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے، بعد کے، پرانے، نئے، غلطی سے یا جان بوجھ کر، چھوٹے، بڑے، پوشیدہ اور ظاہر ہونے والے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں نمازِ تسبیح کا طریقہ سکھایا) پھر فرمایا: اگر روزانہ ایک مرتبہ پڑھ سکو تو پڑھو، اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو، اگر اس طرح بھی نہ کر سکو تو مہینہ میں ایک بار، اگر ہر مہینے نہ پڑھ سکو تو سال میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک بار پڑھ لو۔ ☆☆☆☆☆

گلدستہ

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

کھٹی میٹھی چنا چاٹ

اجزاء:

سفید چنے دو پیالی، نمک حسب ذائقہ، پسا ہوا لہسن ایک چائے کا چمچ، آلو دو عدد، پاپڑی حسب ضرورت، املی کا پیسٹ آدھی پیالی، براؤن شوگر ایک کھانے کا چمچ، کٹی ہوئی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ، لیموں کا رس دو کھانے کے چمچ، ہری مرچیں چار سے چھ عدد، ہرا دھنیا دو سے تین کھانے کے چمچ، آئل دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب:

چنے اور آلوؤں کو الگ الگ ابال کر گلالیں۔ زیرہ بھون کر کوٹ لیں اور اسے املی کے پیسٹ میں براؤن شوگر کے ساتھ ملا کر رکھ لیں۔ پھر آئل کو گرم کریں اور اس میں لہسن ڈال کر ہلکا سا فرائی کریں پھر اس میں املی والا مکسچر، نمک اور لال مرچ ڈال کر بھونیں خوشبو آنے پر اس میں ابلے ہوئے چنے ڈال کر اچھی طرح ملا کر چولہے سے اتارلیں۔ پیالے میں نکال کر چھوٹے کٹے ہوئے آلو کے ٹکڑے باریک کٹی ہوئی ہری مرچیں، ہرا دھنیا، پاپڑی اور لیموں کا رس چھڑک کر پیش کریں۔

پیزا سینڈوچ

اجزاء:

بریڈ سلائس آٹھ عدد، مکھن چار اونس، چھوٹے کیوبز میں کٹی شملہ مرچ ایک عدد، چھوٹے کیوبز میں کٹا ٹماٹر ایک عدد، چھوٹے کیوبز میں کٹی پیاز ایک عدد، چکن تکہ میٹ کیوبز ایک عدد، کٹے زیتون چار سے چھ عدد اور ریگانو ایک چائے کا چمچ، کدوکش چیڈر چیز ایک کپ، نمک آدھا چائے کا چمچ، کالی مرچ آدھا چائے کا چمچ، پیزا سوس آدھا کپ، کٹی لال مرچ آدھا چائے کا چمچ۔

ترکیب:

پہلے مکھن کو بریڈ سلائسز پر لگائیں۔ ایک پیالے میں پیاز، ٹماٹر، شملہ مرچ، چکن میٹ کیوبز، نمک، کالی مرچ، کٹے زیتون اور ریگانو چیڈر چیز، پیزاسوس اور لال مرچ ڈال کر مکس کریں۔ اب بریڈ کے ایک سلائس کو ٹوسٹر پر رکھ دیں۔ درمیان میں فلنگ بھر کر دوسرا سلائس رکھ دیں، پھر اسے پانچ منٹ کے لئے ٹوسٹ کرلیں۔ باقی بریڈ سلائسز بھی اسی طرح تیار کرلیں۔

بے داغ جلد کیلئے ٹوٹکے

ا۔ چہرے کو جھریوں سے بچائیں

جلد کی صحیح نگہداشت آپ کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنتی ہے جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی ہے آپ کی جلد ساخت میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ عمر میں اضافے کے ساتھ دوران خون میں کمی واقع ہوتی ہے جس سے جلد کی بالائی سطح پتلی اور ڈھیلی ہونے لگتی ہے۔ وقت کے ساتھ جلد ڈھیلی پڑجانے کی وجہ سے اس میں حفاظتی چکنے مادے کا کم ہونا ہے۔ جب جلد خشک ہوجاتی ہے تو اس میں انفکیشن کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بھی کم ہوجاتی ہے۔ خشک جلد پر جھریاں نمایاں ہوجاتی ہیں اور چھلکے سے بن جاتے ہیں اگر آپ ایک دن اپنی جلد کی نگہداشت پر صرف کریں تو اس کے اثرات آنے والے کئی دنوں تک رہیں گے۔

۲۔ دھوپ سے بچاؤ

الٹرا وائلٹ شعاعیں جلد کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اس لئے دھوپ میں نکلنے سے پہلے ہمیشہ سن اسکرین کا استعمال کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ کثرت کے ساتھ پانی پینا بھی اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

۳۔ ایکنی کے لئے

ایک آلو چھیل کر اور 1 چمچ کھیرا کدوش کر کے پیسٹ بنالیں پھر اس میں 1 چمچ لیموں کا رس اور ایک چمچ بیسن ڈال کر ملالیں اور پچیس منٹ لگانے کے بعد دھولیں۔

۴۔ کالے دھبے ختم کرنے کیلئے

ایک چمچ ملتانی مٹی پاؤڈر، ایک چمچ پودینے کے پتوں کا پاؤڈر اور دہی کو مکس کرکے چہرے پر بیس منٹ کے لئے لگا رہنے دیں، بعدازاں سادہ پانی سے چہرہ دھولیں۔

۵۔ چہرے کے کھلے مساموں کیلئے

کھیرے میں سرکہ، چند قطرے لیموں کا رس، شہد، ایلوویرا جیل اور ٹماٹر کا پلپ ملا کر استعمال کرنے سے یہ مسئلہ آسانی سے حل کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ جلد کا بہترین ٹانک

کھیرا جلد کا بہترین دوست ہے اسے کدوکش کرکے بیس منٹ تک لگائے رکھیں تو یہ بہترین ٹانک کا کام کرتا ہے۔

۷۔ چکنی جلد کے لئے

ملتانی مٹی اور عرق گلاب کا ماسک جلد پر لگانے سے جلد کو ٹھنڈک ملتی ہے اور چکنائی بھی ختم ہوتی ہے۔

تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

گلشن اقبال پاک کے زخمیوں کی عیادت

عوامی تحریک شعبہ خواتین کی رہنماؤں محترمہ فرح ناز، عائشہ مبشر، انیلہ الیاس ڈوگر، گلشن ارشاد اور زینب ارشد نے گزشتہ ماہ جناح ہسپتال میں گلشن اقبال پارک بم دھماکہ کی زخمی خواتین اور بچوں کی عیادت کی اور انہیں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرف سے صحت یابی اور دعاؤں کا پیغام پہنچایا۔ مرکزی سیکرٹری اطلاعات شعبہ خواتین عائشہ مبشر نے ہسپتال کے باہر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردوں نے سفاکیت اور حکمرانوں نے نااہلی کا روایتی مظاہرہ کیا، موجودہ حکمرانوں کے ہوتے ہوئے دہشتگردی ختم نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ روز قیامت صغریٰ برپا ہوئی جس نے پاکستان کے ہر محبّ وطن شہری کو خون کے آنسو رلایا۔ انہوں نے کہا کہ بچے سکولوں میں محفوظ ہیں نہ پارکوں میں تو حکمران بتائیں وہ کہاں جائیں۔

سانحہ گلشن اقبال پارک کے خلاف مظاہرہ

پاکستان عوامی تحریک، آل پاکستان مینارٹیز الائنس اور دیگر تنظیموں کی جانب سے سانحہ گلشن اقبال پارک کے شہداء کی یاد میں شمعیں روشن کی گئیں، شرکاء نے شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ سانحہ گلشن اقبال پارک کے شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ، آل پاکستان مینارٹیز الائنس اور دیگر تنظیموں نے لاہور پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا، مظاہرین نے ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر دہشت گردی کے خلاف مذمتی بیانات درج تھے۔

منہاج ویمن لیگ کی تین روزہ تنظیمی تربیتی ورکشاپ

منہاج القرآن ویمن لیگ نے منہاج تربیت اکیڈمی میں 25 تا 27 مارچ 2016ء کو تین روزہ تنظیمی تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا جس میں وسطی، جنوبی اور شمالی پنجاب، کشمیر، خیبر پختونخواہ، گلگت اور بلوچستان کے اضلاع کی ضلعی عہدیداران نے شرکت کی۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی صدر فرح ناز کیمپ کی سربراہ تھیں، جبکہ مرکزی سیکرٹری جنرل افنان بابر نائب سربراہ، منہاج القرآن ویمن لیگ جنوبی پنجاب کی سیکرٹری جنرل عائشہ قادری سیکرٹری، منہاج القرآن ویمن لیگ وسطی پنجاب کی سیکرٹری جنرل انیلہ الیاس ہیڈ آرگنائزر، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ (سسٹرز) کی صدر زینب ارشد ڈپٹی ہیڈ آرگنائزر، منہاج القرآن ویمن لیگ کشمیر کی سیکرٹری جنرل کلثوم قمر رجسٹریشن ہیڈ اور منہاج

القرآن ویمن لیگ امن فورم کی کوآرڈینیٹر کلثوم طفیل پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ ہیڈ کی ذمہ داریاں ادا کر رہی تھیں۔

25 مارچ کو تربیتی کیمپ کا آغاز تلاوت کلامِ مجید سے ہوا جس کی سعادت حافظہ ایمن یوسف نے حاصل کی، جبکہ ثانیہ اکبر نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی صدر فرح ناز نے استقبالیہ کلمات ادا کرتے ہوئے شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ مرکزی سیکرٹری جنرل افنان بابر نے تعارفی سیشن میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی عہدیداران کا تعارف پیش کیا، جس کے بعد مختلف اضلاع سے شریک منہاج القرآن ویمن لیگ کی ضلعی صدور نے اپنی تنظیمات کا تعارف کروایا اور اپنے علاقہ میں تنظیمی سرگرمیوں سے متعلق بریفنگ دی۔ 2 گھنٹے پر محیط اس سیشن میں انقلاب مارچ اور دھرنے کے بعد پیش آنے والی تنظیمی مشکلات کا جائزہ لیا گیا۔

کیمپ کے دوسرے دن کا آغاز افنان بابر کے تربیتی لیکچر سے ہوا، جس میں انہوں نے منہاج القرآن ویمن لیگ کی گذشتہ اور موجودہ کارکردگی کا جائزہ پیش کیا اور مستقبل کے لیے نیا تنظیمی ڈھانچہ پیش کیا۔ انہوں نے شرکاء کو نئی زونل، ضلعی، تحصیلی اور یونین کونسل لیول کی تنظیم سازی سے متعارف کروایا۔ مرکزی صدر فرح ناز نے 'دورِ حاضر میں قیادت کا تصور' کے پر لیکچر دیا جس میں انہوں ملٹی میڈیا پر ڈاکومینٹری دکھا کر انقلابیوں کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ چائے کے وقفے کے بعد کلثوم طفیل نے 'ضربِ امن دستخطی مہم' سے متعلق بریفنگ دی۔ نائب ناظمِ اعلیٰ تحریک منہاج القرآن تنویر احمد خان نے 'دعوتی تنظیمی منصوبہ' کے عنوان سے لیکچر دیا جس میں انہوں نے رفیق کو متحرک کارکن میں بدلنے کا طریقہ پیش کیا۔

کیمپ کے تیسرے اور آخری دن منہاج ویمن لیگ کی مرکزی ناظمہ تربیت عائشہ مبشر نے شرکاء کو 'تزکیہ نفس' پروگرام سے متعارف کروایا۔ مرکزی ناظمِ تربیت تحریک منہاج القرآن غلام مرتضیٰ علوی نے 'ردِ اعتراضات' کے عنوان سے لیکچر دیا جس میں انہوں نے فیلڈ میں کام کے دوران پیش آنے والے مسائل کے حوالے سے آگاہی فراہم کی۔ اختتام پر زونل اور ضلعی عہدیداران نے تنظیمی اہداف کو پورا کرنے کا طریقہ کار طے کیا۔

کیمپ کے اختتام کا اعلان کرتے ہوئے منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی صدر فرح ناز نے شرکاء سے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ایمان داری سے مصطفوی مشن کی خدمت کرنے کا عہد لیا۔

منہاج ویلفیئر کے زیرِ اہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب

منہاج ویلفیئر فاونڈیشن کے زیرِ اہتمام شادیوں کی 12ویں سالانہ اجتماعی تقریب مورخہ 3 اپریل 2016ء کو منہاج پارک بالمقابل مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں 25 مسلم، مسیحی اور ہندو جوڑوں کی شادی ہوئی۔ ہر بچی کو ڈیڑھ لاکھ روپے تک ضروریات زندگی پر مشتمل جہیز کا سامان دیا گیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام مجید اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا، جس کے بعد مسلم جوڑوں کا نکاح مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، علامہ رفیق رندھاوا، علامہ محمد محسن، علامہ نواز ظفر، ڈاکٹر غلام مرتضٰی علوی نے پڑھایا۔ ہندو جوڑے کی شادی کی رسم امرناتھ، پنڈت بھگت لعل اور ڈاکٹر منوہر چند نے ادا کی جبکہ مسیحی جوڑوں کا نکاح ڈاکٹر فادر جیمز چنن اور ریورنڈ سیموئیل نواب نے پڑھایا۔

شادیوں کی اجتماعی تقریب کے مہمان خصوصی بین الاقوامی شہرت یافتہ سماجی رہنما انصار برنی تھے۔ مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلی تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور، سینئر قانون دان ایس ایم ظفر، مسز ایس ایم ظفر، مسز انصار برنی، تحریک انصاف کی رہنما فوزیہ قصوری، رکن صوبائی اسمبلی سعدیہ سہیل، منہاج ویلفیئر ہالینڈ کے رہنما ڈاکٹر عابد عزیز، منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن یورپ کے ڈائریکٹر علامہ محمد اقبال اعظم منہاجین، میاں زاہد اسلام، ڈاکٹر ہرمن، منہاج انٹرفیتھ ریلیشنز کے ڈائریکٹر سہیل رضا، معروف ڈریس ڈیزائنر بی جی، معروف سماجی رہنما ڈاکٹر ثروت شجاعت، بریگیڈیئر اقبال احمد خان، جی ایم ملک، حاجی خالد، ساجد بھٹی، راجہ زاہد، شہزاد رسول، طاہر امین، حافظ غلام فرید اور شعبہ خواتین کی رہنما عطیہ بنین نے شرکت کی۔ تقریب کی میزبانی کے فرائض منہاج ویلفیئر فاونڈیشن کے ڈائریکٹر سید امجد علی شاہ اور ان کی ٹیم نے ادا کیے۔

انسانی حقوق کے بین الاقوامی شہرت یافتہ سماجی رہنما انصار برنی نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لاہور شہر میں دہشت گردی کے افسوسناک واقعہ میں مسیحی اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی اور اسی شہر لاہور میں منہاج القرآن نے مسلمانوں، مسیحی اور ہندو جوڑوں کی شادیوں کی اجتماعی تقریب منعقد کر کے پوری دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے ہر شہری کی شناخت صرف پاکستان ہے اور ہم بلاتفریق رنگ و نسل مذہب اپنے ملک سے پیار کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ بلا رنگ و نسل ایک پاکستانی کی حیثیت سے پاکستان کی خدمت کی جائے۔ اگر کسی کو اس مٹی سے پیار نہیں ہے تو اسے اس مٹی پر چلنے اور اٹھنے بیٹھنے کا بھی حق نہیں ہے۔ انہوں نے تمام جوڑوں کو مبارکباد دی اور کہا کہ رشتے آسمانوں پر جوڑے جاتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ جوڑے ان میں دراڑ نہیں آنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ میں بے حد خوش ہوں کہ ادارہ منہاج القرآن تمام مذاہب اور مسالک کے لوگوں کو اکٹھا کر رہا ہے اور پاکستانیت کو پروان چڑھا رہا ہے اس پر ڈاکٹر طاہرالقادری بطور خاص مبارکباد کے مستحق ہیں اور ہم ان کی تندرستی کیلئے دل و جان سے دعا گو ہیں کہ وہ اسی طرح امن اور محبت بانٹتے رہیں۔ یہی دین اسلام کا اصل پیغام ہے۔ انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن کے اسی گراؤنڈ میں درجنوں کارکنوں کو بے رحمی سے قتل کیا گیا جسے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میں آج خوش بھی ہوں اور غم زدہ بھی ہوں کہ جس گراؤنڈ میں شادی کا یہ جشن ہو رہا ہے اسی گراؤنڈ میں لوگوں کو بے رحمی سے مارا گیا اور انہیں ابھی تک انصاف نہیں ملا۔

تحریک منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور نے معزز مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی شادیوں میں شریک جوڑوں کو منہاج القرآن کے بچے اور بچیاں قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کے ویژن کی روشنی میں ادارہ منہاج القرآن انسانیت کی خدمت کیلئے بلا رنگ ونسل اور مذہب اپنا دینی کردار ادا کررہا ہے۔ انہوں نے انصار برنی، مسز انصار برنی، سینئر قانون دان ایس ایم ظفر اور مسز ایس ایم ظفر کا تقریب میں شرکت پر خصوصی شکریہ ادا کیا۔

تقریب کے میزبان منہاج ویلفیئر فاونڈیشن کے ڈائریکٹر سید امجد علی شاہ نے اجتماعی شادیوں کی تقاریب کے حوالے سے بریفنگ دی اور بتایا کہ ہر سال مستحق جوڑوں کی شادی کروائی جاتی ہے اور جملہ اخراجات منہاج ویلفیئر برداشت کرتی ہے اور ہر مستحق بچی کو ڈیڑھ لاکھ روپے تک ضروریات زندگی پر مشتمل جہیز دیا جاتا ہے۔

انصار برنی نے دولہوں کو اور مسز انصار برنی نے دلہنوں کو شادی کے تحائف دیئے۔ مرکزی امیر تحریک حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے دعائے خیر کروائی۔ تقریب میں مجموعی طور پر ایک ہزار سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ تمام مہمانوں کی چکن قورمہ، چکن بریانی، زردہ اور کولڈ ڈرنک سے تواضع کی گئی۔

رپورٹ رحمۃ للعالمین کانفرنس۔ چیچہ وطنی کسووال

منہاج القرآن ویمن لیگ چیچہ وطنی کسووال کے زیر اہتمام عظیم الشان رحمۃ للعالمین کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں علاقہ بھر سے کثیر تعداد میں خواتین اور طالبات نے شرکت کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا بعدازاں منہاج نعت کونسل لاہور کینٹ نے خوبصورت انداز میں تاجدار کائنات کی شان میں ثناخوانی کی۔

صدر MWL کسووال نے استقبالیہ پیش کیا۔ مرکز سے خصوصی خطاب کے لئے مرکزی ناظمہ دعوت محترمہ گلشن ارشاد نے شرکت کی اور انتہائی مدلل گفتگو فرمائی۔ آپ نے حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا ذکر کرتے ہوئے کہا حضور ﷺ کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کی رحمۃ اللعالمینی سے ہی عرب جیسا معاشرہ امن و آشتی، محبت و رواداری کا گہوارہ بن گیا۔ آج پاکستان کے حالات پھر تقاضا کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی امن و رحمت کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔

میلاد النبی ﷺ کانفرنس۔ وزیرآباد (رپورٹ: فائزہ کنول)

منہاج القرآن ویمن لیگ تحصیل وزیرآباد کے زیر اہتمام گذشتہ ماہ نویں سالانہ عظیم الشان میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے انعقاد کے لئے ویمن لیگ تحصیل وزیرآباد کی ٹیم نے تقریباً ایک ماہ تک بھرپور تیاری کی۔ محفل کے انعقاد کے لئے حسب سابق اکھنور میرج ہال کا انتخاب کیا گیا تھا صبح 10 بجے ہی

خواتین کی آمد و رفت شروع ہوگئی۔ استقبالیہ کیمپ نے اپنے فرائض سنبھال لئے سیکورٹی کمیٹی اور اسٹیج کنڈکٹ کمیٹی کی بہنیں بھی اپنی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے بھی تیار تھی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ یہ سعادت محترمہ حافظہ خضرہ نے حاصل کی۔ کمپیئرنگ کے فرائض محترمہ اقراء مبین نے انجام دیئے۔ نعت شریف کے لئے سب سے پہلے منہاج نعت کونسل نے یہ سعادت حاصل کی۔ لاہور سے سیدہ زینب نعت کونسل نے آقا علیہ السلام کی ثناء خوانی کی۔ اس کے بعد منہاج القرآن ویمن لیگ تحصیل وزیرآباد کی صدر محترمہ ام حبیبہ نے مہمان خواتین اور شرکاء کے لئے کلمات تشکر اور کلمات استقبالیہ پیش کئے۔ ساتھ ہی منہاج القرآن ویمن لیگ تحصیل وزیرآباد کی دینی خدمات پر روشنی ڈالی اور محبت رسول ﷺ کے فروغ میں اس نویں سالانہ کانفرنس کے کردار کی وضاحت کرتے ہوئے ذکر کی فضیلت پر ایک جامع اور پرمغز خطاب کیا۔ بعدازاں خصوصی خطاب کے لئے محترمہ مسز کلثوم طارق تشریف لائیں تو ہال نعروں سے گونج اٹھا۔ انہوں نے آقا ﷺ کی شان میں بہت پرتاثیر خطاب کیا اور تحریک اور قائد تحریک کا پیغام دیا۔ بعدازاں شرکاء کے پرزور اصرار پر محترمہ ام حبیبہ قادری کو نعت کے لئے دعوت دی گئی جنہوں نے اپنے منفرد اور دل گداز انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ پھر شرکاء کے مابین قرعہ اندازی کے ذریعے سے 15 عرفان القرآن اور 10 ہدایۃ الامہ کے نسخے تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ شرکاء کے لئے کچھ زیارات کا اہتمام کیا گیا تھا جن میں آقا ﷺ سے منسوب دستار مبارک، لحد شریف کا غلاف مبارک، غلاف کعبہ شریف، حضرت بلال کے خاندان میں نسل درنسل منتقل ہونے والی کعبہ شریف کی چادریں شامل تھیں۔

اختتام پر صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد کھڑی شریف سے تشریف لائی ہوئی محترمہ تنویر اختر نے بہت جامع اور رقت آمیز دعا کرائی تقریباً 2000 شرکاء کے لئے لنگر کا انتظام کیا گیا تھا نظم و ضبط کے ساتھ کھانا تقسیم کیا گیا۔ اس پروگرام کی کوریج بہت سے نیوز پیپرز نے دی جس میں انصاف، دنیا، وقت، افلاک، اوصاف، سحر اور نئی بات شامل ہیں۔

تنظیمی وزٹس (جنوبی پنجاب)

منہاج القرآن ویمن لیگ کا تنظیمی سٹرکچر جنوبی پنجاب میں مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے زونل ناظمہ جنوبی پنجاب محترمہ عائشہ قادری نے وزٹ کیا۔

اس تنظیمی وزٹ میں لیہ، چوبارہ، کوٹ سلطان، چشتیاں، ہارون آباد، منچن آباد، لودھراں، مظفر گڑھ، رحیم یار خان کی تنظیم نو عمل میں آئی جبکہ کروڑ، بہاولنگر، بہاولپور میں MWL کی کوآرڈینیٹرز مقرر کی گئیں۔ محترمہ عائشہ قادری نے تنظیمات کو موٹیویشنل بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ MWL سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں ہے اور دنیا بھر میں اصلاح معاشرہ فلاح انسانیت، فروغ شعور و آگہی، تعلیم و تدریس اور ایثار و قربانی کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

خانہ فرہنگ کے زیراہتمام سیدہ کائناتؓ کانفرنس میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے وفد کی شرکت

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب

DUKHTARAN-E-ISLAM MAY-2016
LAHORE
Regd CPL No.45

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی، روحانی، تعلیمی، معاشی، اقتصادی، سائنسی، فقہی، قانونی، انقلابی، فکری اور عصری

موضوعات پر 500 سے زائد کتب

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلل جواب دیتا ہے
اور اصلاحِ اَحوال واِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے